وَاللّٰهُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

بحمدہ تعالے شانہ کہ یہ رسالہ کثیر النفع جو اصول مین ہے

جسکا نام نامی و اسم گرامی

منہج الوصول فی الاصول

علے منوال

الفصول فی الاصول ہے

مصنفات سے جناب سید علامہ مولوی سید محمد علی حسن صاحب دام برکاتہ کی

بتاریخ ۱۹ - ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۳ھ

در مطبع اثنا عشری باہتمام سید علی عابد طبع شد

۲۵ جنوری ۱۸۸۶ء

فہرست مطالب رسالہ منہج الوصول جسمین اصل مطالب کا خلاصہ نہایت وضح کرکے لکھا گیا ہے جس سے اونکا سمجھنا زیادہ آسان ہوگیا ہے

نمبر مطلب	مطلب	صفحہ
	ثواب ابدی ہین ۔	
۱۷۶	اوعبیدہ نے یہ تفسیر ایمان کی کی ہی کہ وہی تصدیق بقلب اور اقرار بزبان اور عمل بذریعہ اعضا کے ہی اور ظاہر ہو اس تفسیر کے بموجب اہل کبائر مومن نہین ہین مگر یہ تفسیر زیادہ صحیح نہین ہی ۔	رر
۱۷۷	فائدہ وحوش وطیور محشور ہونگے بغرض دینے اونکے عوض آلام کے جیسا وعدہ ہوا ہی قرآن مین ۔	رر
۱۷۸	اور اسیطرح مکلفین اور غیر مکلفین کو پہونچایا جائیگا عوض اونکے آلام کا اور جو وعدہ ہوا ہے اونکے حق مین	رر
۱۷۹	اور یہ کہ سب کا ایک حساب صحیح اور حق کیا جائیگا ۔	رر
۱۸۰	ختم و نصیحت اس امر کے بیان مین کہ جو اوس حکمت کو مشاہدہ کریگا جو اوسکی بناے ہستی مین ہی اوسپر واجب ہوگا کہ اپنے غرض خلقت کو دریافت کرے اور نہ ضائع کرے اوس غرض کو اپنے افراط	رر

نمبر مطلب	مطلب	صفحہ
	وتفریط سے ورنہ مبتلاے شقاوت ہوگا ۔	
۱۸۱	تکملہ اس بشارت عظمی کے بیان مین کہ بموجب آیات قرآنی واحادیث کے مومنین صالحین کو جنت مین نعمائے غیر متناہیہ از قسم اغذیہ واشربہ اور فواکہ لطیفہ و ازواج طیبہ وغیرہ عطا ہونگی ۔	۵۸
۱۸۲	دفع اس شبہہ کا کہ جنت مین ازواج کا ماننا اور ہونا صحبت ازواج کا خلاف شان عظمت جنت ہے اسلئے کہ ازواج طیبہ درحقیقت نعمت عظمی ہین بوجہ انس و محبت و نیز بوجہ صحبت کے ۔	رر
۱۸۳	اور جب انبیا اور اولیا کو ازواج طیبہ عطا ہوئے ہین دنیا مین اور خاص جنت مین حضرت آدم علیہ السلام کو حضرت حوا عطا ہوئے تھین تو استبعاد اونکی جنت مین ملنی کی نسبت بیکار ہے ۔	رر
۱۸۴	اور یہ کہ نعمائے جنت فی الجملہ صورت مین مشابہ ہونگی نعمائے دنیا سے مگر اونکی لذت وکیفیت ہزارون درجہ بڑہی ہوئی ہوگی ۔	۵۹
۱۸۵	اور جو نعمائے جنت مذکور ہوئے ہین اونہین پر مین نعمائے جنت منحصر نہین ہین اور کل نعمائے جنت کی تفصیل کا دریافت ہونا مشکل ہے	رر

نمبر مطالب	مطالب	صفحہ
۱۸۶	اور یہ کہ ادنیٰ جنتی آدمی کو جو لطف حاصل ہوگا وہ ایک بڑی شاہنشاہی سے کے ابدی لطفوں سے بڑے ہوئے لطفوں پر مشتمل ہوگا۔	
۱۸۷	خاتمہ متضمن التماس دعا و دعائے خیر بحق مؤمنین۔ تمت بالخیر	۶۰

فہرست اہم مطالب حواشی

تمت بالخیر والعافیہ

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۱۲

لله الحمد والمنة کہ یہ رسالہ کثیر النفع جو اصول دین میں ہے اور جو عمدہ
تصنیفات سے فاضل جلیل و عالم بے عدیل مولوی سید محمد علی حسن صاحب
ادام اللہ فیضہ الجمیل سی ہے اور جسکا نام

منہج الوصول فی الاصول

علی منوال

الفصول فی الاصول

ہی خاص بغرض افادہ و استفادہ عامۂ مومنین شیعہ اثنا عشری
اہل ہند کی بسعی و حسن اہتمام خیرخواہ مومنین
سید عابد علی رضوی مالک و مہتمم مطبع

مطبع اثنا عشری واقع محلہ زیر گنج شہر لکھنؤ میں چھاپا گیا



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي ظهرت في كل شيء دلائل توحيده وقدرته
وتجلت من كل موجود اثار عدله وحكمته وتلألأت من كل
مخلوق انوار جلاله وعزته وطلعت من كل مصنوع ايات كماله
وعظمته والصلوة والسلام على الاصفياء الذين هم مظاهر
كمالاته وكرامته من انبيائه ورسله واوليائه وملائكته
لاسيما على رسوله وحبيبه وخير خلقه وبريته محمد ص
المخصوص بختم نبوته ورسالته وعلى ابن عمه ووصيه الذي
هو باب مدينة علمه وحكمته ومولى كل مؤمن ومؤمنة

من امتہٖ وعلی الائمۃ الھادین المھدیین من عترتہٖ وذریتہٖ
الطیبین الطاہرین المخصوصین بجلائل کرامتہ ومکارم خلافتہٖ
وعلی اصحابہ المجاہدین فی نصرتہ واعلاء کلمتہٖ والمتمسکین بما
ترک فیہم من الثقلین من الکتاب العزیز وعترتہٖ صلوٰۃ دائمۃ
زاکیۃ نامیۃ الی یوم القیمۃ الذی ھو یوم عدل اللہ ورحمتہٖ

امّا بعد حقیر سراپا تقصیر ننگ کونین السید محمد شمس الدین حسین
المعروف بالسید محمد علی حسن ابن المولوی السید محمد امجد علی مکی ومدنی اصلاً وشیرازی
وواسطی نسباً وعلی پوری وبھیروی وفتح پوری مولداً وموطناً ولکھنوی معاشاً
ومسکناً عفا اللہ عنہ وعن والدیہ یوم الدین وحشرھم فی زمرۃ
موالیھم الطاہرین وسادتہم الطیبین خدمت برادران ایمانی مین
یہ عرض پرداز ہے کہ ہرگاہ علم کلام اجل واشرف علوم مین سے ہے
جسکے ذریعہ سے علم یقینی بدلائل قطعی عقائد دینی کا حاصل ہو سکتا ہے
علی الخصوص وہ جزو اوسکا جو اصول دین سے متعلق ہے اور بمجرد اسکے
طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم الا ان اللہ یحب بغاۃ العلم تحصیل وتکمیل
اوسکی حتی الوسع ہر صاحب ایمان پر واجب ولازم ہے اور زبان اردو مین
کوئی ایسا عمدہ رسالہ اوسکا جس سے نفع ہر خاص وعام باسہل طرق ممکن ہو
موجود نہین ہے بدین وجہ ایک مدت دراز سے مین اس فکر مین تھا کہ ایک
عمدہ رسالہ ایسا اس علم مین مہیا کرون مگر بوجوہ عدیدہ یہ امر آج تک ممکن

نہین ہوا لیکن جبکہ مجھکو بحالت بعض تالیفات کی بعض مقامات پر مباحث
کلامیہ کی تحریر و تحقیق کی ضرورت ہوئی اور اسوجہہ سے مجکو اسکی ضرورت
زیادہ تر دریافت ہوئی کہ مومنین ہند کے لئے کوئی ایسا رسالہ مرتب کیا جائے
اور اتفاقاً ایک دوست کے ایماء کے بموجب مینے اوس رسالۂ شریفہ پر
بغور نظر کی جسکو مولای اعظم و امام اکرم افضل المحققین سند العلماء المتبحرین
نصیر الملۃ والدین محمد بن محمد بن الحسن الطوسی اعلی اللہ مکانہ ووسع لہ
خیابانہ نے چند اوراق مین بکمال ایجاز و اختصار تصنیف کیا تہا اور نام اوسکا
الفصول فی الاصول رکھا تہا اور جو دراصل زبان فارسی مین تہا
اور جسکا بعض علمائے خاص بنظر افادہ اہل عرب کی عربی مین ترجمہ کیا تہا
تو کتاب مذکور کو مینے قدر ضروری و اہم امور علم مذکور پر محتوی پایا اور
بوجہہ اوسکے ایجاز و اختصار کے افادۂ مومنین ہند مین اوسکو عظیم النفع
تصور کیا لہذا تصنیف رسالہ جداگانہ کو بشرط افضال و توفیق اللہ تعالے
زمانہ آیندہ پر موقوف رکھہ کر سردست بغرض نفع عامۂ مومنین اس امر کو
ضروری خیال کیا کہ رسالۂ مذکور کو زبان اردو مین ترجمہ اور اوسمین مناسب
توضیحات اور اضافات مندرج کر کے نذر احباب کرون لہذا مینے خاص
اسی مطلب سے اس رسالہ کو تحریر کیا ہے اور نام اسکا **منہج الوصول
فی الاصول** علی منوال **الفصول فی الاصول** رکھا ہے

نفعنا الله وسائر المومنين بها فی الدنیا والدین
وهدانا وایاهم للتمسک بسادتنا الطیبین ورزقنا وایاهم
الحشر مع موالینا الطاهرین صلوٰۃ اللہ علیهم اجمعین الی یوم الدین
اور یہ رسالہ چار فصلوں پر متضمن ہے اور جو مسائل مینے اضافہ کئے ہین انکے
ابتدا مین لفظ اضافہ یا تکملہ یا تمہید مناسب کی استعمال ہوئی ہے تمہید
مناسب اوّل اللہ تعالے کی معرفت جیسا بموجب بہت سی آیات
قرانی و احادیث نبوی و ائمہ طاہرین علیهم السلام کے واجب ہی اوسیطرح
اس دلیل عقلی سے بہی واجب ہی کہ جب انسان اپنے وجود پر اور ان
نعمائے کثیرہ پر جو اوسکے شامل حال ہین نظر کرتا ہے تو وہ معلوم کرتا ہے کہ
کوئی اوسکا بنانے والا ہے جسنے اوسکو بکمال حکمت وصنعت بنایا ہے اور
جب وہ حکیم ہے تو چونکہ فعل حکیم کا حکمت اور مصلحت سے خالی نہین ہوتا
تواب اوسکو ضرور یہ خوف پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالی نے اسکو کسی
غرض کے واسطے پیدا کیا ہے تو اگر اوس غرض کے موافق یہ کام نکرے
تو ممکن ہے کہ اسوجہ سے اوسکا بنانے والا اوس سے ناراض ہو پس
اوسکو بغرض دفع اس خوف کے کیونکہ دفع خوف کا ضرور بالبداہتہ واجب ہے
اولاً اللہ تعالی کی معرفت اور بعد ازآن دریافت کرنا اپنی اعزاض خلقت کا
واجب ہوگا تمہید مناسب دوم اصول دین کا علم یقینی حاصل کرنا

ضرور ہی صرف ظن وگمان کافی نہین ہے جسمین خوف خطا کا باقی رہتا ہے
پس اصول دین مین سے جو عقیدہ بھی ہو اوسکا بدلیل یقینی جاننا ضرور ہے اور چونکہ صرف
کسی کے قول کے بموجب ایک امر کا جان لینا تقلید ہے اور ایسی تقلید صرف گمان
اور ظن کو کافی ہوتی ہو اور مفید یقین کے لئے نہین ہوتی اسوجہ سے اصول دین کے
علم مین تقلید کافی نہین ہے باقی یہ امر کہ کس قسم کے دلائل یقینی سے جاننا ضرور ہے
اس باب مین صحیح امر یہ ہے کہ بموجب اختلاف فہم مکلفین کی یہ وجوب بھی مختلف طور
پر ہوتا ہے بدلائل علم کلام اہل علم کو اور جو ایسے اشخاص ہون کہ دلائل مذکورہ کو
سمجھہ سکتے ہون اصول دین کا جاننا واجب ہو اور خاص اوس قدر قدرت تامہ
حاصل کرنا کہ رفع معظم شبہات پر قدرت حاصل ہو خاص علما پر واجب کفائی ہے
اور جو سب پر واجب ہو اور جو ایمان کے لئے کافی ہے اور بہت سہل دلیل ہے
وہ یہ ہو کہ رسول اللہ صلعم نے دعوی نبوت کا کیا اور اوسکی تصدیق کے لئے
معجزات کثیرہ دکھلائی اور اوسکی ایسے لوگون نے اور اس کثرت سے گواہی دی
کہ اونکا واقع ہونا ضرور ایک امر یقینی ہے اور یہ مقدمہ بھی یقینی ہے کہ جس سے
ایسے معجزات ظہور مین آئین وہ ضرور سچا ہوتا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ ضرور سچے تھے پس جو باتین اونہون نے فرمائین وہ سب سچی ہین اور
اصول دین کے باب مین جملہ اعتقادات اصولی بموجب اونکی ارشاد کے یا آنکہ
اوس مین سے اوسقدر ضرور بالیقین بموجب ارشاد اونحضرت کی ہمکو معلوم ہوئے

ہین جو علمار شیعہ مین اختلافی نہین ہین پس ایسے اعتقاد ضروری ہی اور یقینی
ہین اور بنا اسیقدر دلیل سے جاننا اصل ایمان کے لئے کافی ہے اور بعد اوسکے
وجوب علم دلائل بحسب اختلاف طبائع مکلفین مختلف ہوگا اور باوجود قدرت قدر
واجب حاصل نکرنے کی وجہ سے آدمی عاصی ہوگا مگر اصل ایمان سے محروم نہوگا

فصل اوّل بیان توحید مین **اصل**[1] جس شخص کو حاصل ہوتا ہے ادراک
یعنے علم کسی شئے کا بذریعہ حواس کے حاصل ہوتا ہے اوسکو ادراک اوس شئی کے
وجود کا کیونکہ وہ[2] بالضرورت یعنے بالبداہۃ جانتا ہے اس بات کو کہ جو شئے مدرک
یعنے معلوم ہوتے ہے بذریعہ حواس کے وہ موجود ہے اور جو نہین موجود ہے
وہ نہین مدرک یعنی نہین معلوم ہوتے بذریعہ حواس کے اور جبکہ وجود ایسے
شئے مدرک یعنی معلوم کا ضروری یعنے بدیہی ہوا تو مطلق وجود بھی ضروری
یعنے بدیہی ہوا کیونکہ یہ مطلق جز اوسکا ہی اور ضروری یعنے بدیہی ہونا مرکب کا مستلزم ہے
ضروری یعنے بدیہی ہونے کو اوسکے اجزا کے پس یہ مطلق وجود نہین محتاج کسی
تعریف کا اور جس شخص نے تعریف کی ہے[3] وجود کے تو تعریف کی ہی ساتھ ایسے
تعریف کی جو معلوم ہوتی ہے بسبب وجود کی یا کہ جسکا علم حاصل ہوتا ہی ساتھ علم وجود کے
اور اذکیا[4] ایسی تعریف کو مستحسن نہین جانتے تقسیم وجود شئی[5] کا یا آنکہ بسبب اوسکے غیر کے ہوگا
یا بسبب اوسکے غیر کے نہوگا اور اول یعنے جسکا وجود بسبب غیر کے ہو ممکن ہے اور دوئم یعنے
جسکا وجود بسبب غیر کے نہو وہ واجب ہے اور موجود منحصر ہین انہین دو نو مین اور ممکن جبکہ ہوا وجود اسکا بسبب

غیر کے تو جب نہ اعتبار کیا جائے اوس غیر کا تو نہوگا اوس ممکن کے لئے وجود اور
جبکہ نہ ہوا اوسکے لئے وجود تو نہوگا اوسکی غیر کے لئے اوسکی سبب سے وجود
بوجہ محال ہونی اس امر کے کہ معدوم موجد ہو کسی موجود کا **تکملہ** مناسب وجود اللہ تعالیٰ کا
یعنے موجود ہونا اوسکا بدیہی ہی کیونکہ بمعائنہ اوسکی اثار قدرت کی دریافت
ہوسکتا ہی اسواسطے کہ جو شخص خود اپنے وجود اور وجود اجسام پر اور جو صنائع
اوسمین ہین اونپر نظر کری یہہ دریافت کرسکتا ہی کہ کوئی حکیم دانا بنانیوالا اوسکا
اور اون اجسام کا ہی اور گو بظاہر یہہ علم بذریعہ دلیل متصور ہوتا ہی اور اس
سبب سے یہہ مسئلہ بظاہر نظری ہی مگر درحقیقت یہہ جو دلیل سمجھے جاتی ہی وہ ایک
تنبیہ ہے اور کسی علم کا محتاج تنبیہ ہونا خلاف اوسکی بداہت کے نہین ہے
اصل جو شخص کہ جانیگا حقیقت واجب اور ممکن کو جسطرح کہ بیان کی گئے
وہ جان لیگا بادنی فکر کہ اگر واجب الوجود موجود نہوتا تو کسی شی کا ممکنات سے
اصلا وجود نہوتا کیونکہ موجودات اسوقت مین سب ہوتی ہین ممکنات اور ممکن
کیلئے نہین ہے وجود بسبب اوسکی ذات کی اور نہ اوسکی غیر کے لئے
وجود اوسکی سبب سے پس ضرور ہے وجود واجب الوجود کا تاکہ حاصل ہو
اوسکی سبب سے وجود ممکنات کا بداہت واجب الوجود جبکہ نہوا وجود
اوسکا بسبب اوسکی غیر کے تو وہ واجب الوجود ہوا بغیر اعتبار اپنے غیر کے
پس نہین ممکن ہے کہ فرض کیا جاوے عدم اوسے واجب الوجود کا اور اہر

اعتبار سے اوسکو کہا جاتا ہے کہ وہ باقی اور ازلی اور ابدی اور سرمدی ہے،
اور باعتبار اس امر کے کہ وجود اون اشیاء کا جو سوا اوسکے ہین بسبب اوسکے
ہوتا ہے کہا جاتا ہی کہ وہ صانع اور خالق اور باری اور مصور ہے تکملہ مناسب
اللہ تعالی قدیم ہے کیونکہ وہ ازلی اور ابدی ہے اور جو ایسا ہو وہ قدیم ہے
اصل بعد ازان جب فکر کیجائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جس شی کی ذات مین
کثرت ہو گو وہ کثرت بطور فرض کے ہو وہ محتاج ہوتا ہے اپنی غیر کا کیونکہ وہ محتاج
ہی اپنے آحاد یعنے اجزا کا اور احاد اوسکے غیر اوسکے ہین پس جو شی ایسی
ہو کہ اوس مین کثرت ہو یا اوس مین لیاقت قبول قسمت و تقسیم کے ہے وہ ممکن ہے
اور منعکس ہوتا ہے یہ قضیہ بعکس نقیض طرف اس قول کے کہ جو شی نہین ہے
ممکن نہین ہے متکثر یعنے نہین ہے اوس مین کثرت پس واجب الوجود واحد ہے
جمیع جہات و اعتبارات سے اصل حقیقت واجب الوجود کے امر واحد نہو لی
ہی کیونکہ وہ مدلول ہے دلیل یعنے عنوان واحد کے اور وہی ممتنع ہونا اوسکے
عدم کا ہے پس اگر فرض کیجاوین اوس مین سے زیادہ ایک ذات سے تو مشترک
ہونگی حقیقت واجب مین اور باہم ممتاز ہونگی بسبب کسی اور امر آخر کے
پس لازم آئیگا مرکب ہونا ہر واحد کا مابہ الاشتراک اور مابہ الامتیاز سے
یعنے ہر واحد مین اس صورت مین دو چیزین ہونگے ایک وہ کہ جس مین
وہ سب مشترک ہین اور ایک وہ جسکے وجہہ سے وہ باہم ممتاز ہین اور جو

مرکب ہے وہ ممکن ہے پس نہونگے وہ جو واجب فرض کئے گئے تھی واجب الوجود
یہ خلاف مفروض ہے پس اس صورت مین نہین ہوجود حقیقت واجب سے
مگر ذات واحد ھھدا یہ ہر متحیز یعنے جسکا وجود کسے مکان مین ہو محتاج ہے
اپنے حیز یعنے مکان کا اور ہر عرض یعنے جو ممکن کہ وجود اوسکا قائم ساتھہ کسے
محل کے ہو محتاج ہے طرف اپنے محل کے اور حیز اور محل غیر ہین متحیز اور عرض کے
تو نہوگا واجب الوجود جو محتاج نہین ہوتا غیر کا متحیز اور نہ عرض اور جس شئے
کیجانب اشارہ حسی کیا جائے وہ متحیز یا عرض ہی تو نہین واجب الوجود ایسا کہ
اوسکے جانب اشارہ حسی کیا جائے **تبصرہ** معنے جو عقل مین آتی ہین لفظ
حلول سے وہ ہونا ایک موجود کا ہے ایک ایسے محل مین کہ جسکے ساتھہ وہ شئے
قائم ہو پس واجب الوجود جو قائم بذاتہ ہے تو محال ہے واجب الوجود پر یہ کہ
حلول کرے وہ کسی شئے مین اور محل ایسا متحیز ہے کہ حلول کرین اوس مین
اعراض پس واجب الوجود چونکہ نہین ہے متحیز محال ہے اوس مین حلول اعراض کا
تکملہ مناسب اللہ تعالی جسم نہین ہے کیونکہ ہر جسم مرکب ہے اور اللہ
تعالی مرکب نہین **تکملہ** والد وہ جسم انسانی ہے کہ جسکے بعض اجزا سے ایک
دوسرا جسم انسانی پیدا ہو اور یہ دوسرا جسم انسانی ولد کہلاتا ہے پس
اللہ تعالی کسیکا والد یا ولد نہین ہے کیونکہ وہ جسم نہین اور باطل ہوا
قول اون نصارے کا جو اللہ تعالے کو والد حضرت عیسی کا اور حضرت عیسے

علیہ السلام کو ولد اللہ تعالی کا اور آلہ بھی کہتے ہین اور اگر مرتبہ روحانی حضرت
عیسی کو الہ کہتے ہین تو وہ بھی بموجب صحیح قول کے جسم ہے تکملہ اللہ تعالے
محل کسی شی کا نہین ہے کیونکہ اگر محل ممکنات کا ہو تو وہ حوادث ہین پس اوسکا
ہونا محل حوادث کا لازم آئیگا اور یہہ محال ہے کیونکہ یہہ صریح نقص ہے اور اگر
محل کسی واجب کا ہو تو تعدد واجب الوجود کا لازم آئیگا اور یہہ بھی محال ہے تکملہ
کوئی شی اللہ تعالی کی سوا قدیم نہین ہے کیونکہ جو سوائے خدای تعالی کے
ہے وہ ممکن ہے اور جو ممکن ہے وہ حادث ہے تکملہ اللہ تعالی کی صفات حقیقیہ سب
عین ذات ہین کیونکہ اول تو اگر یہ صفات غیر ذات ہون تو اگر ممکن ہون تو
اللہ تعالی کا محل حوادث ہونا لازم آئیگا اور اگر وہ واجبات ہون تو تعدد واجبات کا
لازم آئیگا یعنے کئے واجب الوجود پائی جائینگے اور یہ محال ہے اور دوسرے
اگر وہ صفات نقص ہون تو لازم آئیگا اللہ تعالی کا متصف ہونا ساتھ صفات
نقص کے اور یہ محال ہے اور اگر صفات کمال ہون تو لازم آئیگا خالی ہونا اللہ تعالی کا
اپنے مرتبہ ذات مین کمال سے اور محتاج ہونا اپنے کمال مین طرف غیر کے
اور یہہ بھی محال ہے اضافہ اللہ تعالی کسی چیز سے متاثر نہین ہوتا یعنی کوئی
چیز اوس مین اثر نہین کر سکتی کیونکہ اگر ایسا ہو تو وہ محل حوادث ہو جائے
اور یہہ محال ہے تبصرہ معنے مفہوم اتحاد کے ہو جانا دو شیئون کا ہے شی واحد
اور وہ محال ہے عقلا کیونکہ دونون ایک ہو گئے تو دو نہین رہے اور دو رہے

ہین تو ایک نہین ہوئے **تکملہ متضمن موعظہ حسنہ** لیس جو لوگ حضرت عیسی
علی نبینا وعلیہ السلام اور اللہ تعالی کے متحد ہونیکے قائل ہین یا اللہ تعالی کے
حضرت عیسی مین حلول کرنیکے قائل ہین اونکا قول اسوجہ سے صریح نادرست ہے
کہ اتحاد اللہ تعالی کا کسیکے ساتھ اور حلول کرنا اللہ تعالی کا کسی عین درست نہین
تکملہ متضمن معرفت جو اکثر صوفی لوگ وحدت وجود کے قائل ہین اونکا
قول اسوجہ سے صریح نادرست ہے کہ اگر اونکا مطلب یہ ہو کہ اللہ تعالے ہر
شئی کے ساتھ اتحاد رکھتا ہے یا یہ کہ اللہ تعالی ہر شئی مین حلول کرتا ہے تو یہ
قول اسوجہ سے صحیح نہین ہے کہ اللہ تعالی کا اتحاد کسی شئی سے یا اللہ تعالی کا
حلول کسی شئی مین ممکن نہین ہے بلکہ صریح محال ہے اور اگر اونکا مطلب یہ ہے
کہ موجود صرف ایک ذات اللہ تعالی کی ہے اور تمام اشیا معدوم ہین صرف
اللہ تعالی کی ذات مین کچھ اعتبارات وقیود عدمی لگنی سے تمام اشیا کا وجود محض
اعتباری اور غیر حقیقی پیدا ہوتا ہے تو یہ قول صریح مخالف بداہت کے ہے کیونکہ وجود
حقیقی اشیاء کثیرہ کا بدیہی ہے اور علاوہ ازین اسطرح یہ صوفی لوگ منکر اللہ تعالے
کی رازق اور خالق اور قادر اور حکیم اور رحیم ہونے اور بہت سے عمدہ کمالات
اللہ تعالی کے ہین اور خدا محفوظ رکھے اوس معرفت سے کہ خدا کی بڑے بڑے
کمالات اور بڑی بڑی سلطنتون کے معرفت کھووے **تکملہ متضمن کلمہ تقوی**
جن لوگونکے کلام سے اتحاد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا جناب

امیر علیہ السلام یا باقی ائمہ علیہم السلام کا ساتھ اللہ تعالی کے ثابت ہوتا ہے یا حلول اللہ تعالی کا ان حضرات مین اونکے قول سے پایا جاتا ہے اونکے اقوال بھی اسیوجہ سے نادرست ہین کہ اتحاد اللہ تعالی کا کسیکے ساتھہ یا حلول اللہ تعالی کا کسے مین ممکن نہین ہے **تبصرہ** الم اور لذت تابع ہین مزاج کی اور مزاج عرض ہے تو جبکہ واجب الوجود محل اعراض کا نہین ہوسکتا ہے تو محال ہے واجب الوجود پر الم ولذت **تبصرہ** ضد ایک عرض ہے کہ بعد اوسکے عارض ہوا وسکے محل کو ایک اور عرض جو منافی ہو عرض اول کی لئے اور ند وہ شئی ہے کہ ایک دوسرے شئی کی مشارک ہو حقیقت مین اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ واجب الوجود عرض نہین ہے اور نہ کوئی اور شئی مشارک اوسکے ہے اوسکے حقیقت مین پس واجب الوجود کی لئے نہ کوئی ضد ہے نہ ند ہے **تکملہ تنویریہ** جو لوگ ظلمت ونور کو یا اون مین سے ایک کو شریک اللہ تعالی کا خلق اشیاء مین سمجھتے ہین اونکے قول کا غلط ہونا اسوجہ سے بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالی کا کوئی شریک اور ند نہین علاوہ ازین ظلمت ونور ممکنات سے ہین پس وہ خالق نہین ہوسکتے ہین **اصل** یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وجود ممکن کا بسبب اوسکے غیر کے ہوتا ہے پس بوقت ایجاد ممکن کے نہوگا ممکن موجود اسواسطیکہ ایجاد موجود کا محال ہے پس ہوگا ممکن اوسوقت معدوم پس وجود ممکن کا مسبوق یعنے موخر ہے اوسکے عدم سے اور ایسا

جسکا عدم اوسپر سابق ہو حدوث کہلاتا ہے اور ایسا وجود محدث اور حادث
کہلاتا ہے پس حکما جو قائل ہین کہ حوادث غیر متناہی کا وجود ہوا اوسکا
محال ثابت کرنا محتاج نہین ہے بیان طویل کا بعد اسکے کہ ثابت ہوا ممکن
ہونا حوادث کا جو مقتضی اونکے حدوث کو ہے اور عدم سابق کا ہے اور یہیں سے
لازم آتا ہے حوادث کے مقدمہ مین ہر موثر یا تو کہ اثر اوسکا تابع اوسکے
قصد اور ارادے یعنے خواہش اور ارادہ کا ہوگا یا نہین ہوگا بلکہ تابع ہوگا اوسکے
مقتضاے طبیعت کا اور قسم اول کا نام قادر اور قسم دوم کا نام موجب ہے اور اثر
قادر کا موجود ہوتا ہے عدم سے کیونکہ وہی یعنے خواہش یا ارادہ کرنا اوسکا
خواہش کرنا مگر ایجاد معدوم کا کیونکہ ایجاد موجود اور تحصیل حاصل محال ہے
اور اثر موجب کا اوسکے ساتھ ساتھ ہوتا ہے زمانہ مین کیونکہ اگر اثر موجب کا
موخر ہوا اوس سے زمانہ مین تو ہوگا وجود اثر مذکور کا ضرور ایک خاص وقت مین
سوائے دوسرے زمانہ کے پس اگر موقوف نہو کسے اور شی پر سوائے موثر
مذکور کے تو ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور اگر موقوف ہوگا اثر مذکور کسے
اور شی پر سوائے موثر مذکور کے تو نرہیگا موثر مذکور موثر تام اور یہ خلاف
مفروض کے ہے کیونکہ موثر مذکور تام فرض کیا گیا تھا نتیجہ واجب الوجود
جو موثر ممکنات مین ہے اگر ہوتا موجب تو ہر آئینہ ہوتے ممکنات قدیم کیونکہ
دریافت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالی قدیم ہے اور اثر موجب کا اوسکے ساتھ

ہونا ہے ہر زمانہ میں اور لازم ہے ممکنات کا قدیم ہونا باطل ہے کیونکہ یہ ثابت
ہو چکا ہے کہ ممکنات حوادث ہیں اور نیز معدوم ہے واجب الوجود کا موثر ہو جب
ہونا بھی اوسیطرح باطل ہے الزام واجب الوجود فلاسفہ کی نزدیک موثر
موجب ہے اور جو موثر موجب ہے جدا نہیں ہوتا اثر اوسکا اوس سے پس لازم
آیا یہ الزام فلاسفہ پر کہ جسوقت کوئی شئی عالم سے معدوم ہو جائے تو معدوم
ہو جائے واجب الوجود کیونکہ عدم اس شئی کا بسبب عدم کسی ایسے شئی کے
ہوگا جو شرط اوسکے وجود کے ہو یا آنکہ بسبب عدم کسی ایسی شئی کے جو جزو یا سبب
اوسکا ہو اور کلام کیا جائیگا اسیطرح عدم میں اس شرط اور جزو و سبب کے کہ
آیا عدم اوسکا بوجہ عدم کسی شرط یا جزو یا سبب کے ہوا ہے تا آنکہ منتہی ہو طرف واجب الوجود
کی کیونکہ موجودات تماما منتہی ہوتے ہیں سلسلہ حاجت میں طرف واجب لذاتہ
کی پس لازم آئیگی انتہا اس شئی مفروض کے عدم کیطرف واجب الوجود
لذاتہ کے اور بحمد اللہ فلاسفہ کو نہیں مفر ہے اس الزام سے نقض فلاسفہ نے
کہا ہے کہ واحد سے نہیں صادر ہوتا ہے مگر واحد اور یہ شبہ اونہوں نے
بطور دلیل اس دعوی پر ذکر کیا ہے وہ مرتبہ غایت رکاکت میں ہے اور اسی
وجہ سے وہ قائل ہوئے ہیں کہ نہیں صادر ہوتی ہے باری تعالی سے بلا واسطہ
مگر عقل واحد اور عقل میں کثرت ہے اور وہی ماہیت عقل کی ہے اور وجوب
بالغیر اور امکان اوسکا اور تعقل واجب یعنے علم واجب کا اور تعقل اوس کے

ذات کا یعنے علم اپنی ذات کا ہے اور اسی سبب سے صادر ہوی ہی عقل مذکور ہے
ایک عقل آخر اور نفس اور فلک جو مرکب ہے ہیولے اور صورت سے اور لازم
آتا ہے اون پہ یہ الزام کہ جو دو موجود فرض کریں عالم مین ہوگا ایک اونمین سے
علت واسطے دوسرے کے بواسطہ یا بغیر واسطہ اور علاوہ ازین تکثرات جو عقل مین
ہین اگر موجود ہونگے اور صادر ہونگے باری تعالی سے تو لازم آئیگا صدور اونمین
تکثرات کا واحد سے اور اگر وہ صادر ہون غیر واجب سے تو لازم آئیگا تعدد واجب کا
اور اگر موجود نہونگے تو نہو نگی تاثیر اون کی موجودات مین معقول اصل یہ ثابت
ہوچکا ہی کہ فعل باری سبحانہ تعالی کا تابع اوسکے ارادہ کا ہی اور جو ایسا ہو
قادر ہوگا کل مقدورات پہ اور عالم ہوگا اونہین کل مقدورات کا کیون کہ
ارادہ ذی شعور سے ہے مصلحت ایجاد یا مصلحت ترک ایجاد کا اور واجب ہے کہ
عالم ہو کل ممکنات کا اور قادر ہو کل ممکنات پر کیونکہ تعلق علم باریتعالی اور اوسکی
قدرت کا ساتھ بعض اشیاء کے سواے بعض کے تخصیص بغیر مخصص ہے
نقض یہ جواب شبہہ فلاسفہ کی کہا ہے کہ باریتعالی کو نہین ہوتا ہے
علم جزئی زمانی کا ورنہ لازم آئیگا ہونا باریتعالی کا محل حوادث کا کیونکہ علم حصول
ایسے صورت کا ہے جو مساوی معلوم کی ہو ذات مین عالم کے پس اگر
فرض کیا جاے علم باریتعالی کا ساتھ جزئی زمانی کے اوپر ایک وجہ خاص کے
اور بعد متغیر ہو وہ جزئی تو اگر باقی رہے وہی صورت اولی جسطرح پر کہ تھی

تو ہوجاے علم جہل اور اگر نہ باقی رہے صورت اوسطرح پر کہ تھی تو ہوگی
ذات باریتعالی کے محل ایسی صورتون کی جو متغیر ہوتے ہین بسبب تغیر جزئیات
زمانیہ کے اور یہ کلام مناقض اونکے اوس قول کی ہے کہ علم علت کا موجب ہے
علم معلول کا اور یہ کہ ذات باریتعالی علت ہے جمیع ممکنات کے اور یہ کہ باریتعالے
عالم ہے اپنی ذات کا اور عجب ہی یہ امر کہ اونہون نے باوجود دعوی ذکاوت وفطانت کی
کیونکر غفلت کی ہے اس تناقض کے رفع سے بس وہ پانچ امرون کی درمیان
مین محصور ہین ١۔ یا ثابت کرین جزئیات زمانیہ کے لئے علت کہ منتہی ہو سلسلہ
مین طرف علت اولی یعنے باریتعالی کے ۲۔ یا آنکہ نہ گردانین وہ علم علت کو موجب
واسطی علم معلول کے ۳۔ یا آنکہ اعتراف کرین عجز کا اثبات مین اس امر کے کہ
باری تعالی عالم ہے اپنی ذات کا ۴۔ یا آنکہ نہ قرار دین علم کو حصول صورت مساوی
معلوم کا عالم مین ۵۔ یا آنکہ جائز رکھین ہونا باری تعالی کا محل حوادث کے لئے
اور جواب شبہہ فلاسفہ کا یہ ہے کہ جو ذکر کیا ہے اونہون نے نہین لازم
آتا مگر اس تقدیر پر کہ علم باری تعالی زائد ذات بارے پر ہو یعنے علم بارے
ایک صفت غیر ذات باری تعالی ہو لیکن جبکہ یہ علم عین ذات باری تعالی ہو
اور ذات باری تعالی سے اوسکو تغائر اعتباری ہو تو نہین لازم آئیگا تغیر
جزئی سے تغیر علم باری تعالی کا کیونکہ ہم جانتے ہین بضرورت یعنے ببداہت
اس امر کو کہ جسکو علم حاصل ہوتا ہے متغیر نہین لازم آتا ہے تغیر سے اوس

بتغیر کے تغیر ذات عالم کا متکلم یہ ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالی کا علم ازلے
عین ذات ہے اور اوس مین تغیر محال ہے پس بدا کا ہونا اس معنے سے کہ اللہ
تعالی کے علم مین تغیر ہو محال ہے مگر جب یہ بھی ثابت ہی کہ خلق اجسام ممکنہ اور
تغیرات عظیمہ حوادث عالم بقدرت کاملہ اللہ تعالی ظہور مین آتی ہین اور یہ بھے
ثابت ہی کہ جو تغیرات عالم ظہور مین آتے ہین اونکا ازل سے اللہ تعالی کو علم تھا
اور یہ بھی مسلم الثبوت ہے کہ اللہ تعالی کی جانب سے مناسب مقتضائے
وقت کے تغیر و تبدل احکام ہونا ایک لطف عباد کے نسبت اور بمقتضائے
حکمت واجب ہی بلکہ یہ کل اہل اسلام کا متفق علیہ مسئلہ ہی کہ نسخ اکثر وقوع مین
آیا ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ عذاب قوم یونس پر خدا نے بھیجکر پھیر لیا تو اب
اللہ تعالی کے افعال مین بدا کا ہونا اس معنے سے تسلیم کرنا واجب ہی کہ
بموجب علم ازلی اللہ تعالی کے نہ برخلاف علم مذکور کے خلق اشیاء اور تغیرات
اور انقلابات نظام عالم کے ابتدائے خلقت سے ظہور مین آئی ہین اور نسخ
احکام ہے بموجب علم ازلے بموجب مصالح وقت وقوع مین آیا ہے اور عذاب
بھیجکر بعد ازان اوس نے قوم یونس سے اوسکو دفع کر دیا ہے اور اب بھے
خلق اشیاء اور تغیرات عالم بموجب علم مذکور نہ برخلاف اوسکے ظہور مین
آتی ہین اور آیندہ سے ایسا ہے ظہور مین آئیگا یعنے جیسا اوسکے علم ازلے
مین گذرا ہے ویسی ہی تاثیرین اوس سے ہمیشہ ظہور مین آتی ہیں اور ہمیشہ ظہور

مین آئینگے نہ یہ کہ کسی امر کو کر کے بعد از ان ندامت ہوا ور بعد از ان اوسکے
برخلاف کوئی کام کرے نہ یہ کہ کوئی امر برخلاف اوسکے علم ازلی کے
ظہور مین آئی پس وہ اشیا کو خلق کرتا ہے اور پھر فنا کرتا ہے معاش کو تنگ
کرتا ہے پھر اوسکو وسعت دیتا ہے بموجب مقتضائے حکمت کے کسیکے موت کو
بھیجتا ہے مگر چونکہ اوسکے علم ازلی مین گذرا ہے کہ وہ شخص اگر ایسے خیرات
یا یہہ دعا کریگا بروقت پہونچنے موت کے تو مین اوسکے عمر زیادہ کر دونگا
پس جب بندہ نے ایسے وقت مین وہ کام کیا تو اللہ تعالی عمر اوسکے زیادہ کرتا ہے
بہر حال بدا اس معنی سے کہ تمام امور عظیمہ اور انقلابات دنیا کی بموجب علم
ازلی خدا کی اور بموجب تاثیرات قدرت اللہ تعالی کے دنیا مین وقوع مین
آتی ہین ایک امر ضرورے ملت اسلام سے ہے اور ضرور واجب التسلیم ہے
اور یہہ قول یہود کا کہ اللہ تعالی ازل مین جو انتظام کرنا تھا کر چکا اور اب کوئی
تاثیر وہ اس عالم مین نہین کرتا صریح باطل اور غلط ہے فائدہ حق نزدیک
متکلمین کے ہر ایسا موجود ہے کہ نہ محال ہو یہہ کہ وہ قادر و عالم ہو اور باری تعالی
پھر ثابت ہوا ہے کہ وہ قادر و عالم ہے تو واجب ہوا یہ کہ باری تعالی حی ہو
فائدہ علم باری تعالی کا ایجاد یا ترک مین مصلحت کو موسوم ہے ساتھ ارادہ کے
اور علم اوسکا ساتھ مدرکات کی موسوم بادراک ہے اور علم اوسکا ساتھ مسموعات
اور مبصرات کے موسوم بہ سمع و بصر ہے اور باری تعالی باعتبار انہین

ادراکات کے کہا جاتا ہے مرید و مدرک و سمیع و بصیر نہ باعتبار کسی آلہ جسمانی کی
اصل ہر شئی جو جہت مین ہے محدث ہی اور واجب محدث نہین ہے پس واجب
نہو گا جہت مین اور جبکہ نہوا واجب جہت مین تو وہ ادراک نہین کیا جاتا ہی بذریعہ
آلہ جسمانیہ کے کیونکہ نہین ادراک کیا جاتا بذریعہ آلہ جسمانیہ کی مگر اوسکا جو کہ
کسی جہت مین ہوا اور قابل اشارہ حسیہ کا ہوا اور جانا جاتا ہے اس سے یہ کہ
وہ نہین مرئی ہوتا یعنے نہین دیکھا جاتا ہے بذریعہ حاسہ بصر کے کیونکہ رویت
یعنی دیکھنا بذریعہ حاسہ بصر کے ممکن نہین مگر ساتھ مقابلہ کی اور مقابلہ نہین
جائز ہے مگر درمیان دو شیئونکے جو حاصل ہون جہت مین اور جو ظاہر روایت
درباب رویت کی وارد ہوی ہے مراد اوس سے کشف تام ہے هدایه
باری تعالی قادر ہی جمیع ممکنات پر پس ہو گا وہ قادر اوپر ایجاد حروف و اصوات
یعنی آوازون کی جو منظوم یعنے مرتب ہین جسم جامد یعنے جسم بستہ مین اور وہ ہے
کلام باری تعالی کا ہی اور باری تعالی باعتبار خلق کرنے کلام مذکور کے
متکلم ہے اور جانا جاتا ہے بسبب مرکب ہوئی کلام مذکور کے حروف و اصوات سے
ہونا اوس کلام کا غیر قدیم کیونکہ وہ عرض ہے کہ نہین باقی رہتا ہے پس وہ
کیونکر قدیم ہو گا پس اگر یہ کہا جاوے کہ مراد کلام باری سے حقیقت اوس شئی
کی ہی کہ صادر ہوتی ہین اوس سے حروف اور اصوات اور وہ صفت قدیم ہے
کیونکہ وہ صفت اللہ تعالی کی ہے تو ہم کہین گے کہ ہمنی بیان کیا ہے کہ مصدر

اور نہین حروف و اصوات کا نہین ہے مگر ذات باریتعالیٰ اور نہین قدیم سوا او سکے
پس اگر وہ موافقت کرینگے ہم سے اس معنی مین تو نہین اختلاف ہے مگر لفظ
مین لطیفہ یہ ثابت ہوچکا ہے کہ اللہ تعالیٰ ذات واحد مقدس ہے اور تعدد
و تکثر اوسکے ردای کبریا اور پیرایہ عظمت مین ممکن نہین ہے پس وہ اسم کہ
جو اطلاق کیا جاتا ہے اوسپر بنظر اوسکے ذات کی بغیر اعتبار کسی شئی غیر کے
ساتھ اوسکے نہین ہے مگر لفظ اللہ اور جو سوا اس لفظ کی ہین اسماء سے
یا انکہ اطلاق کیا جاتا ہے اونکا ذات اللہ پر باعتبار ایک اضافت و نسبت کے
طرف کسی غیر کے مثل قادر کی جسکا اطلاق باضافت و نسبت مقدورات کی ہوتا ہے
اور عالم کے کہ اطلاق کیا جاتا ہے باعتبار اضافت و نسبت کی طرف معلومات کے
اور خالق کے کہ اطلاق اوسکا باعتبار اضافت مخلوقات کی ہے اور کریم کے
جو بمعنے اعز یا جواد یا کثیر الخیر کے ہے اور اطلاق اوسکا اللہ تعالےٰ پر
باعتبار اضافت تمام اشیاء کی ہوتا ہے جنسے وہ اعز ہے یا جنپر اوسکا
جود شامل ہے یا کہ جنکو خیر اور انعام اوسکا شامل ہے اور باری جو کہ بمعنے
خالق کی ہے اور اسیوجہ سے اطلاق اوسکا بھی مثل اوسکے بنظر اضافت
جمیع مخلوقات کی ہوتا ہے یا باعتبار سلب یا نفی کسی غیر کے اوس سے مثل
واحد اور فرد اور غنی اور قدیم کے یا معًا باعتبار ایک اضافت یعنی نسبت
اور سلب یعنی نفی غیر کے مثل حی و عزیز و واسع و رحیم کے اور نہین جائز

ہی کہ اطلاق کیا جاوے اللہ تعالی پر عارف و فقیہ و عاقل و فطن و طبیب بمعنے
صاحب صناعت طب کیونکہ یہ مثبت ایسے صفات کی ہین جو بنظر ذات اللہ تعالے
کی نقص متصور ہین اور جو اسم کہ لائق جلال اللہ تعالی کی ہے اور مناسب
اوسکے کمال کی لئے ہو اور نہین وارد ہے منجانب اللہ و رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم و ائمہ معصومین علیہم التحیۃ و الثنا کی اجازت اطلاق اسم مذکور
کی جائز ہے اطلاق اوسکا اللہ تعالی پر مگر نہین یہ امر مقتضائے ادب سی
اسواسطیکہ جائز ہے کہ نہ مناسب ہو یہ اطلاق کمال اللہ تعالی کیلیئے کسے
ایسے دوسرے وجہہ سے کہ نہ جانتی ہون ہم اوسکو اور اگر نہوتی نہایت عنایت
اور غایت رافت اوسکے در باب الہام کرنی اپنی اسماء حسنی کے انبیاء
علیہم السلام کو تو نہ جرأت کرتا کوئی خلق سے اسکے کہ اطلاق کری کسیکو
اوسکے اسماء ہین سے اوسپر ختم وا رشاد اسقدر معرفت ذات و صفات
اللہ تعالی سے جو اعظم اصل اصول دین سے ہے بلکہ در حقیقت وہی ایک
اصل دین سے ہے کافی ہے اسواسطیکہ بذریعہ عقل کے نہین حاصل ہو سکتے ہم
معرفت زیادہ اس سے اور نہین میسر ہوتا ہی علم کلام مین تجاوز اوس سے
کیونکہ معرفت حقیقت ذات مقدس اللہ تعالی کے احاطہ قدرت انام سے
خارج ہے اور کمال الہی اوسکا اعلی ہے اس سے کہ پہونچین اوس تک ہاتھ
قدرت عقول و اوہام کی اور عزت ربوبیت اوسکے اعظم ہے اس سے کہ ملوث ہو

وہ ساتھ خواطر واوہام کے اور جو کہ ہم دریافت کرتی ہین نہین ہے مگر یہ کہ وہ موجود ہے
اسواسطیکہ اگر ہم تجاوز کرین اس سے اور منسوب کرین اوسکو طرف بعض اون
اشیاء کی جو سوا اوسکے ہین یا آنکہ سلب یعنے نفی کرین اوس سے اونکو جو منافی
اوسکے ہین تو یہہ خوف ہوگا ہمکو کہ پایا جائے اوسکے لئے اسکی سبب سے
وصف ثبوتی یا سلبی یا کہ حاصل ہو اللہ تعالی کی لئے نعت یعنی صفت ذاتی
معنوی کہ برتر ہے اللہ تعالی اوس سے بکمال علو مراتب اور جو شخص کہ ارادہ
کری ترقی کا اس مقام سے سزاوار ہے یہ کہ محقق ہو اوسکے نزدیک یہ کہ آگی
اوسکے ایک شئی ہے کہ اعلی ہے اس مقصد سے پس نہ قاصر ہو ہمت اوسکے
ادراک پر اوس مقصد کے جو اوس نی حاصل کیا اور نہ مشغول ہو عقل وسکے
جو ملکہ ہو ساتھ معرفت ایسی کثرت کی جو علامت عدم سے ہے اور نہ توقف کری
نزدیک آرایشون اور زینتون کثرت مذکورہ کے جو موجب لغزش قدم ہے
بلکہ سزاوار ہے کہ اپنی نفس سے علائق دنیہ قطع کری اور موانع دنیویہ کو اپنی
خاطر سے زائل کری اور ضعیف کری اپنی اون حواس قوی کو جو محو ادراک
امور فانیہ ہین اور حبس کری بذریعہ ریاضت کی اپنی نفس امارہ کو جو محرک ہے
طرف تخیلات واہیہ کی اور متوجہ کری اپنی ہمت کو تمامہا جانب عالم قدس کی
اور قاصر کری اپنی آرزو کو اوپر حصول محل روح والنس کی اور سوال کری
بعد اپنی مجاہدہ کی بخضوع وابتہال حضرت ذی الجود والافضال سی یہ کہ مفتوح

کری اوسکے قلب پر دروازہ اپنی خزانہ رحمت کا اور منور کری اوسکے قلب کو ساتھ
اوس نور ہدایت کے کہ جسکا وعدہ کیا ہی اوس نی تاکہ مشاہدہ کری اسرار
ملکوتیہ اور آثار جبروتیہ کو اور منکشف ہون اوسکے باطن پر حقائق غیبیہ
اور دقائق عینیہ مگر یہ سب اسور وہ قبای بیش بہا ہے کہ نہین قطع کی گئے
قد پر ہر ذی قدر کی اور یہ وہ نتایج ہین کہ نہین جاتا ہے اوسکے مقدمات کو سعی نے
ہر صاحب سعی کی بلکہ یہ فضل اللہ تعالی کا ہی کہ دیتا ہی اللہ تعالی اوسی جسکو
چاہتا ہے جعلنا اللہ تعالی وایاکم من السالکین بطریقہ المستحقین لتوفیقہ
المستعدین لالہام تحقیقہ المستبصرین بتجلی ھدایتہ وتدقیقہ
یعنی گردانی اللہ تعالے ہمکو اور تمکو اے ناظرین سالکین سے اپنے طریق کے اور
مستحقون سے اپنی توفیق کے اور مستعدین سے واسطے اپنی الہام تحقیق کے
اور مستبصرین سے ساتھ اپنی تجلی ہدایت وتدقیق کے **تکملہ منہج المعرفۃ**
محقق علیہ الرحمہ نے جو اس مقام پر طریقہ تحصیل معارف الہیہ کا بیان کیا ہے
اوس سے زیادہ کوئی امر کہنا ممکن نہین ہے اور یہ چند فقرہ کلام محقق کے
درحقیقت ایک دریاے ذخار حقایق ومعارف پر محتوی ہین اور فی الواقع
یہان ایک دریا کو ایک کوزہ مین بند کر کے دکھلا دیا ہے مگر اس قدر لکھنا
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صفات اللہ تعالی کی تفاصیل پر تفکر وغور صحیح
وتکرر ہر طرح اور خصوصاً نسبت اوس کی آثار قدرت اور متعلقات صفات کے

غور صحیح اور تفکر صحیح و تکرر کے ذریعہ سے اطلاع حاصل کرنا اور صفات مذکورہ کی آثار عظیمہ پر بشوق صادق نظر غائر عقلی کرکے اوس کے ذریعہ سے انوار کمالات ازل کو مشاہدہ کرنا و حقیقت عمس ذریعہ تحصیل معارف کا استحضور سے مثلاً اللہ تعالی کا قادر یا خالق یا رازق یا عالم یا رب یا رحیم یا کبیر یا محی یا ممیت یا لطیف ہونا جو صفات مشہورہ اللہ تعالی کے ہیں جیسا ان صفات میں سے کسی صفت کی آثار عظیمہ اور تعلقات وسیعہ اور کیفیت اور کمیت اور نتائج اور مصالح اور حکم اور استعدادات اور لطائف اور محاسن پر بدیدہ دل انسان نظر کرے تو ہر صفت میں ایک عالم کمال اور ایک عالم نور و حسن و جمال نظر آئیگا مگر یہ مرتبہ صرف بصیرت کا خیال کرنا چاہئی لیکن جب بوجہ تکرار نظر ایسے باعث ہمیشہ ہیار کے اس بصیرت پر آثار مترتب ہونیلگے اور یہ علوم مترتب الاثار ہوگئے اور اوسکے وجہ سے آدمی کے دلمین ایمان خالص کا جوش اور اللہ تعالی کی محبت صادق کی بنای محکم پڑگئی اور اوسکی وجہ سے انسان کے دلمین تعمیل احکام الہی اور اوسکی مناہی سے باز رہنے کی ایک سچی رغبت صحیح پیدا ہوی تو وہ مرتبہ اولی معرفت اور تقوی کا ہوتا ہے اور بعدہ ازان جسقدر عبادات اور تلاوت اور ادعیہ اور تفکرات مذکورہ سے اور نیز اوسکی اللہ تعالی سے دعائے توفیق کرکے یہ محبت اللہ تعالی کی

بڑہائی جائیگی تو بشرط افضال و توفیق اللہ تعالیٰ کی مرتبہ معرفت و تقویٰ
مین ترقی حاصل ہوتی جائیگی اور جہان تک اسکے حق مین بافضال اللہ تعالیٰ
مناسب ہوگا اوسیقدر السالک اس دریائے ذخار فیض سے کامیاب ہوگا
اور یہ امر نہین حاصل ہوسکتا مگر بفضل اللہ تعالیٰ اور بپابندی شریعت غرا
اور بذریعہ تمسک ثقلین یعنے کتاب خدا اور ائمہ ہدا اور علی الخصوص بذریعہ
محبت اللہ تعالیٰ اور ولائے انبیاء و ائمہ ہدا علیہم التحیۃ والثناء کی وعلی
اللہ التکلان ومنہ افاضۃ الھدایۃ والعلم والعرفان

فصل ثانی بیان عدل مین تقسیم ہر فعل یا کہ نفرت کریگی عقل اوس سے
یا کہ نہین اور اول یعنے جو فعل ایسا ہو کہ نفرت کرے اوس سے عقل قبیح
ہے اور دوم یعنے وہ فعل جس سے نہ نفرت کرے عقل حسن ہے اور حسن یا اسکہ
نفرت کریگی عقل اوسکے ترک سے یا کہ نہین اور اول یعنے جو حسن ایسا
ہو کہ نفرت کرے عقل اوسکے ترک سے واجب ہے اور دوم یعنے وہ حسن
کہ نہ نفرت کرے عقل اوسکے ترک سے مندوب ہے اور اسی وجہ سے
مذمت کرتے ہین عقلا فاعل قبیح اور تارک واجب کے اصل انکار کیا ہے
مجبرہ یعنے اہل جبر و فلاسفہ نے حسن و قبح اور وجوب عقلی کا اور اہل عدل
کیجانب سے اوپر اس مدعا کے متعدد دلائل ہین اور اولی واانسب اثبات
اوسکا بذریعہ ضرورت اور بداہت کے ہے کیونکہ استدلال ضرور ہے منتہی ہوتا

اوسکا طرف اوسی بداہت اور ضرورت یعنے مقدمات بدیہیہ کے اور سبب اختلاف اور اشتباہ کا حکم مذکورمین مشتبہ ہونا اوس چیز کا ہے کہ موقوف ہوتا ہے اوسپر حکم مذکور تصورات معانی اون الفاظ سے جو محکوم علیہ اور محکوم بہ ہین اور یہ منافی نہین ہے بدیہی ہونیکو حکم کے کیونکہ ضروری یعنے بدیہی وہ ہے کہ جب حاصل ہو تصور طرفین کا حاصل ہو حکم بلا ضرورت کسی واسطہ یعنے دلیل کے بغرض تحصیل حکم کے بلکہ بسبب تصورات مذکورہ کے اور محل نزاع ایسا ہی ہے کیونکہ جو تصور کریگا حقیقت حسن وقبیح کو حکم کریگی عقل اوسکے ساتھ نفرت کے نسبت ترک اوّل یعنے حسن کے اور فعل ثانی یعنے قبیح کے بدون توقف کے اوپر کسی امر آخر کے اصل ثابت واجب الوجود قادر و عالم ہے ساتھ تفاصیل قبائح اور ترک واجبات کے بموجب اون اصول کے جو قبل ازین مذکور ہوے اور جو شخص کہ ایسا ہے محال ہوگا اوس سے صدور قبیح اور ترک واجب کا بالضرورت یعنے بالبداہت اور نتیجہ نکلتا ہے اسکا یہ کہ اللہ تعالی نہین کرتا ہے قبیح کو اور نہین ترک کرتا ہے واجب کو تکملہ اللہ تعالی کا فاعل مختار ہونا ثابت ہوا ہے تو یہ ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالی افعال کا ارادہ کرتا ہے اور اسیوجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی مرید ہے یعنے ارادہ کرنیوالا افعال کا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ وہ اپنی افعال کے ترک کو بارادہ ترک کرتا ہے

اور یہ کہ افعال قبیح کو بارادہ ترک کرتا ہے اور یہی معنے اسکے ہین کہ اللہ تعالی اون ترکون اور افعال قبیح سے کراہت کرتا ہے **تکملہ** یہ ظاہر ہو کہ جو حسن ہو اور واجب ہو اوسکا ترک مرجوح ہوتا ہے اور اوس حسن کا فعل راجح ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ حکیم سے ترجیح مرجوح جو قبیح ہے محال ہے تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالی فعل حسن کو ترک نہین کرتا ہے **تکملہ** اللہ تعالے امر حسن کا ارادہ کرتا ہے اور امر قبیح سے کراہت رکھتا ہے کیونکہ یہ ثابت ہوا ہے کہ اوسکو علم ہر فعل حسن و قبیح کا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ اوسکے ارادہ سے بہت امور خیر واقع ہوتے ہین اور قبیح سے راضی نہین ہوتا تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالی امر قبیح سے کراہت کرتا ہے **تکملہ** اللہ تعالے ظالم نہین ہے کیونکہ ظلم قبیح ہے اور اللہ تعالی کسی امر قبیح کو نہین کرتا ہے

اصل افعال جو صادر ہوتے ہین عباد یعنے بندگان اللہ تعالی سے اوسکے فاعل موثر وہی عباد ہین بذریعہ اپنے اختیار کے کیونکہ وہ افعال صادر ہوتے ہین بسبب اونکے ارادون کے اور نزدیک فلاسفہ کے وہ فاعل اون افعال کے بطور ایجاب یعنے بلا ارادہ ہین اور نزدیک مجبرہ یعنے اہل جبر کے موجد اوسکا اللہ تعالی ہے کیونکہ نہین کوئی موثر اونکے نزدیک سواے اللہ تعالی کے اور استدلال کیا ہے امر اول پر یعنے افعال عباد کے اختیاری ہونے پر ابو الحسن بصری نے

ساتھ ضرورت اور بداہت کے اور یہ استدلال اوسکا بعید صواب سے نہین ہے اور اگر استدلال کرین ہم اوسپر تو کہین گے کہ اگر کوئی شئی قبیح مین سے پائی جاتی ہے عالم مین تو عباد فاعل اپنے افعال کے ہین اور ملزوم یعنے وجود بعض قبائح کا ثابت ہے باقرار خصم کے تو اسیطرح وجود لازم کا بھی اس تقدیر پر ضرور ہے اور بیان ملازمہ کا یہ ہے کہ ہمنے ثابت کیا ہے کہ صدور قبیح کا محال ہے واجب سے پس ہوگا فاعل اوسکا غیر واجب کا اور جبکہ ثابت ہوا کہ فاعل قبیح کا وہی عبد ہے تو ایسا ہی ہے یعنے اسیطرح حسن کا بھی فاعل عبد ہے کیونکہ ہم یہ بالضرورت یعنے بالبداہت جانتے ہین کہ جو فاعل قبیح کا ہے وہی فاعل حسن کا ہے کیونکہ جسنے جھوٹھ بولا ہے وہی وہ شخص ہے کہ جسنے سچ بولا ہے اور جسکو کہ ابو الحسن اشعری نے ثابت کیا ہے اور موسوم کیا ہے اوسکو بنام کسب کے اور منسوب کیا ہے وجود فعل اور عدم فعل کا طرف اللہ تعالی کے اور نہین قرار دی اون مین بندہ کیلئے کوئی شئے تاثیر سے وہ قول غیر معقول ہے اسواسطے کہ اگر وجود کسب کا بتاثیر عبد ہے تو تاثیر غیر اللہ تعالی کی ثابت ہوی اور اگر محض بتاثیر اللہ تعالی ہے تو پھر جبر ثابت ہوا اور اسناد قبیح کا بنسبت باری تعالی لازم آگیا اور کوئی فائدہ اس ایجاد قول کسب سے نہوا شبہہ کہا ہے مجبرہ یعنے اہل جبر نے کہ اگر قدرت وارادہ عبد منجانب اللہ تعالی کے

ہونگے اور بدون اونکے ممتنع ہوگا فعل اور باوجود اونکے واجب الصدور
ہوگا فعل تو فعل منجانب اللہ تعالی کے ہے اور بلزوم یعنے قدرت اور ارادہ کا
اللہ تعالی کی جانب سے ہونا ظاہر الثبوت ہے تو یہی حال ہے اوس کے
لازم کا پس جواب یہ ہے کہ نہین لازم آتا ہے آلہ فعل کے منجانب اللہ تعالے
ہونے سے یہ امر کہ ہو فعل منجانب اللہ تعالی کے انتہاے کار یہ ہے کہ متوہم
ہوتا ہے اوس سے ایجاب یعنے فاعل موجب ہونا بندہ کا نسبت اسنے
فعل کے جو مذہب فلاسفہ کا ہے لیکن جبر جسکا یہ حاصل ہے کہ صدور فعل کا
عبد سے محض بقدرت اللہ تعالی ہو پس وہ نہین لازم آتا ہے اور دفع الزام
ایجاب کا اسطرح ممکن ہے کہ ہم کہین گے کہ ہونا آلہ فعل کا منجانب اللہ تعالی کے
مسلم ہے لیکن فعل عبد کا تابع ہے اوسکے داعی یعنے ارادہ کا پس ہوگا فعل
اوسکا ساتھ اوسکے اختیار کے کیونکہ نہین ارادہ کرتے ہم اختیار سے
مگر اسیقدر اور بعد ظہور اسکے کہ فعل عبد تابع ہے اوسکے ارادہ کا اگر نام
رکھو گے تم اوسکا ایجاب بسبب ہونے الات کے اللہ تعالی کیجانب سے
تو یہ منازعت تسمیہ مین ہوگی اور نہین مضایقہ ہے اسمین اور ہر شخص مجاز
ہے کہ جو چاہے اصطلاح مقرر کرے اور اگر یہ کہین گے کہ اللہ تعالی خالق
بندون کا ہے اور اگر وہ نہ خلق کرتا اونکو تو نہوتے افعال اور جب کہ
خلق کیا اللہ تعالی نے اونکو تو صادر ہوے اون سے افعال تو ہوگا

اللہ تعالیٰ فاعل اون افعال کا تو گویہ بھی مثل قول سابق ان اہل جبر کی ہے
اور سہل ہے لیکن نہین مخفی ہے عاقل پر جو نقص اوس مین ہے کیون کہ
کلام فاعل بلا واسطہ مین ہے نہ فاعل بواسطہ مین شبہہ وجواب کہا ہو
اہل جبر نے کہ علم اللہ تعالیٰ کا متعلق ہے ساتھ فعل عبد کے پس ہوگا ترک
اوسکا ممتنع اسواسطےکہ اگر فرض کیا جائے ترک اوسکا بندہ سے تو لازم آئیگا ہونا
علم اللہ تعالیٰ کا جہل اور لازم محال ہے پس ملزوم بھی مثل اوسکے ہے
اور جبکہ ترک فعل بندہ سے محال ہوا تو ہوگا بندہ مجبور کہین گے ہم یہ
ہو ہیہم ایجاب کا جسکے فلاسفہ قائل ہین یعنی اس صورت مین بندہ سے صدور
فعل ضروری ہوگا لیکن جبر جسکا مدار اسپر ہے کہ فعل بندہ کا اللہ تعالیٰ سے
صادر ہو پس وہ اس تقدیر پر نہین لازم آتا ہے اور لازم آتا ہے اہل جبر پہ
مثل اس اعتراض کا فعل باریتعالیٰ مین کیونکہ اللہ کو ضرور علم ازلی اسپنے
افعال کا بھی قبل اوسکے حاصل ہے تو اب اگر اون افعال کو اللہ تعالیٰ
ترک کرے تو وہی نتیجہ پیدا ہوگا جو بندہ کے ترک سے لازم آتا ہے اور جس با
بیان سے وہ جواب دینگے وہی جواب ہمارا ہوگا علاوہ ازین نہین ہوتا ہے
علم مگر جبکہ مطابق ساتھ معلوم کے ہو پس علم تابع ہوگا معلوم کا پس اگر موثر
ہو علم معلوم مین تو ہوگا معلوم تابع علم کا اور دور لازم آئیگا اور جبکہ علم موثر
نہوا تو نہ لازم آئیگا ایجاب تکملہ یہ بھی جواب اس شبہہ کا ممکن ہے بلکہ

یہی اصل جواب متصور ہے کہ علم اللہ تعالیٰ کا صرف مجمل طور پر نہیں ہوتا یعنے
اللہ تعالیٰ کو ازل سے یا قبل صدور فعل عبد یا قبل صدور اپنے فعل کے
صرف اسیقدر علم نہیں ہوتا کہ عبد سے یہ فعل صادر ہوگا یا آنکہ اللہ تعالیٰ یہ
فعل کریگا بلکہ اوسکو علم تفصیلی ہوتا ہے کہ وہ بندہ کو خلق کریگا اور اوسکو
اختیار اور قدرت دیگا پس بندہ کو باوجودیکہ اختیار ترک و فعل کا حاصل ہوگا
وہ اپنے ارادہ سے فعل کو ترک پر ترجیح دیکر فعل کو کریگا اور اسیطرح
اللہ تعالیٰ کو یہ علم تھا کہ وہ اپنے اختیار اور ارادہ سے اپنے تمام افعال کریگا
تو اب بوجہ علم اللہ تعالیٰ کے نہ فعل عبد مین اور نہ فعل اللہ تعالیٰ مین +
کسیطرح شبہہ جبر و ایجاب کا ممکن ہے بلکہ اسصورت مین صادر ہونا افعال
عباد کا باختیار عباد اور افعال اللہ تعالیٰ کا باختیار اللہ تعالیٰ بموجب علم
اللہ تعالیٰ کے ضروری ہوگا پس بعد ایسے جواب شافی کے ممکن نہین کہ
یہ قول امام فخر الدین رازی کا صحیح متصور ہو جو اونہون نے نہایۃ العقول
مین لکھا ہے کہ اگر جمع ہوجاوینگے کل عقلا تو نہ قادر ہونگے اسپر کہ جواب
دین اسکا مگر بذریعہ التزام مذہب ہشام کے جو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو
نہین علم ہوتا اشیاء کا قبل اونکے وقوع کے کیونکہ یہ جواب بلا تسلیم مذہب
ہشام اور بخاص باثبات علم ازلی اللہ تعالیٰ کی دیا گیا ہے فالحمد ثم
الحمد للہ تعالیٰ شانہ ہمارا یہ جسوقت کہ ثابت ہوا کہ بندہ کیلئے افعال اختیاری

ہین تو جو فعل ایسا ہو کہ اوسکی وجہ سے بندہ مستحق مدح یا ذم ہو یا جسکی
نسبت یہ اوس سے کہنا صحیح ہو کہ کیون کیا تو نے یہ فعل تو وہ فعل اوسکا
ہی اور جو سوا اوسکے ہی پس وہی فعل اللہ تعالی کا **اصل** جب یہ بات
ثابت ہوا یہ امر کہ فعل باریتعالی کا تابع ہی اوسکے داعی یعنے ارادہ کا
اور وہی علم ہی مصلحت فعل یا ترک کا تو افعال اللہ تعالی کے نہ خالی
ہون گے مصالح سے یعنی یہ کہ اللہ نہین کرتا کسی فعل کو مگر واسطے کسی
ایک غرض کے اور جبکہ یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالی کامل بذاتہ ہی اور مستغنی
ہی غیر سے تو یہ مصالح نہ عائد ہون گے طرف ذات اللہ تعالے کے
بلکہ عائد ہون گے طرف اوسکے عباد کے اور جسوقت کہ یہ ثابت ہوا کہ افعال
اوسکے واسطے مصالح اوسکے عباد کے ہوتے ہین تو ثابت ہوگا بطریق
عکس کے یہ کہ جس مین کچھہ فساد ہے بہ نسبت عباد کے وہ نہ صادر ہوگا
اللہ تعالے سے **تبصرہ** ہمنے بیان کیا ہی حقیقت ارادہ اللہ تعالی کو جو
واسطے فعل ذات اللہ تعالی کے ہوتا ہی لیکن ارادہ اللہ تعالی کا واسطے
افعال عباد کے پس امر کرنا ہی اوسکا اونکو ساتھہ اونھین افعال کے
اور امر کرنا ساتھہ قبیح کے متضمن ہے فساد پر تو اللہ تعالی نہین امر کرتا ہی
قبیح کا اور ہمنے بیان کیا ہی کہ وہ نہین کرتا ہی قبیح کو تو وہ نہین راضی
ہوتا ہی ساتھہ قبیح کے کیونکہ راضی ہونا ساتھہ قبیح کے مثل فعل قبیح کے

قبیح ہی تفسیر جو کہ وارد ہوا ہے کسی روایت مین کہ اللہ تعالی خالق خیر وشر
اوس مین مراد شر سے وہ چیز ہی کہ مناسب طبائع نہو اگرچہ وہ شامل
مصلحت مفید پر ہو تکملہ یا آنکہ یہہ کہا جاے کہ مراد اوس سے خالق ہونا
اللہ کا ہی شرور کو بواسطہ خلق اونکے فاعلون کے یا آنکہ مراد خلق سے
خلق تقدیری ہے جس سے مراد صرف یہ ہی کہ علم ازلی اللہ تعالے
مین وقوع اون شرور کا گذرا ہی جیسا بعض علما نے اوسکی تصریح
کی ہے تکملہ طینت کی خوبی اور بدی جو احادیث مین مذکور ہے اور یہہ
تصریح ہوئی ہے کہ مومن طینت خیر سے خلق ہوئے ہین اور کفار طینت
بد سے اور اوسکے سوا یہ بہی ثابت ہوتا ہے بعض احادیث سے کہ ہر
مولود فطرت اور خلقت اسلام پر خلق کیا گیا ہے جس سے طینت
حقیقی سب کی اچھی ثابت ہوئی ہی اور علاوہ ازین طینت کی بھلائی برائی
کی صورت مین بندہ کی مجبوری کا التزام اور ذریعہ ظلم کا خلائق پر متصور
ہوتا ہی اسیوجہ سے اہل بحث کو علما نے مباحث مشکلہ سے
خیال کیا ہے مگر بنظر عدل کامل اللہ تعالی کے یہ تسلیم کرنا ضروری کہ
طینت کی بہلائی اور برائی کو ایسا دخل افعال مین نہین ہے کہ بندہ
کسی امر کے لئے مجبور ہو جائے بلکہ اوسکا اثر صرف بقدر میلان ممکن التسلیم
ہی اور ممکن ہے کہ یون جمع کیا جائے ان احادیث کا کہ جب اللہ تعالی

حکیم مطلق ہی اور قبیح کو ہرگز ایسے نہین کرتا ہے تو جو مخلوقات اللہ تعالے کے
ہین وہ سب فی حد ذاتہ خیر محض ہین پس قوی انسانی در حقیقت خدا نے
مائل الی الخیر خلق کیے ہین اور اسی وجہ سے یہ صحیح کلام ہے کہ ہر مولود فطرت
اسلام پر مخلوق ہے اور چونکہ یہی قوی مبادی افعال ہین اور انہین قوی
کی وجہ سے مومن کی جانب سے افعال حسنہ کا بتصرف حسن صدور ہوتا ہے
اور کافر سے بوجہ انہین قوی کے بوجہ سوء تصرف کے افعال قبیح سرزد
ہوتے ہین تو احادیث طینت کا حاصل یہ ہو سکتا ہے کہ مبادی
افعال و قوی جو مخلوق ہوے ہین مومنین مین وہی ایک طرح پر اونکے
حق مین مبادی خیر ہین اور اسیطرح طینت طیبہ متصور ہین اور دوسرے
طرح پر وہی مبادی مبادی شرور بوجہ سوء اختیار و تصرف کے
کفار کے حق مین ہو کر مبادی شرور کے ہو جاتے ہین اور اسوجہ سے
وہ اونکے حق مین طینت خبیثہ متصور ہین یا یہ کہا جاے کہ حدیث
فطرت مین اشارہ ہے طرف بالطبع مائل الی الخیر ہونے قوی عقلی
انسان کے اور حدیث طینت مین اشارہ ہے طرف میلان امزجہ
مختلفہ انسانی کے طرف خیر یا شر کے اور یہ ظاہر ہے کہ امزجہ معتدلہ
مائل الی الخیر ہوتے ہین اور علی ہذا القیاس جو اقرب الی الاعتدال
ہون برخلاف اسکے امزجہ غیر معتدل مائل الی الشر ہوتی ہین بقدر میلان کے

قدرت و حد اعتدال سے اور یہ تاویل بظاہر زیادہ تر انسب ہی تکملہ خلق
کرنا عباد کا جس سے قدرت کاملہ و عظمت صانع اور فیض وجود اتم اوسکا
ثابت ہو ایک امر راجح بمقابلہ عدم خلق کے ہی بس ایجاد عباد و خلق بنظر
حکمت اللہ تعالی کے واجب ہی تاکہ نہ لازم آئی ترجیح مرجوح یعنی عدم
خلق کی تکملہ چونکہ اجزای فلکیہ اور ناریہ اور ہوائیہ بوجہ اونکے
لطافت کے زیادہ تر لیاقت قبول حرکات و سکنات اور ادراکات
کی ہی بمقابلہ پانی اور مٹی کے تو پیدا کرنا اجسام ذی ارواح و ادراکات کا
افلاک و نار و ہوا سے اولی و ارجح ہی بمقابلہ خلقت اجسام ذی ارواح کے پانی ۳۶
اور مٹی سے تو بنظر حکمت اللہ تعالی کے خلق ہونا ایسے اجسام کا ضرور ہے
جو ملائکہ اور جن اور شیاطین ہین اور چونکہ اصل مادہ فلکی اور ناری اور
ہوائی بوجہ لطافت نظر آئی نہین دیتا تو ان اجسام کا نظر آئی نہ دینا ضرور ہے
اور معہذا قرآن اور احادیث سے وجود ایسے اجسام کا ثابت ہی بس اسطرح
ایمان وجود ملائکہ کا بھی واجب ہی تتمہ تکلیف کرنا باریتعالی کا اپنے
عباد کو یعنی امر کرنا باریتعالی کا ہی عباد کو ساتھہ اوس چیز کے کہ اوسمین
اونکی مصلحت دین و دنیا ہی اور نہی کرنا اوسکا اوس سے جسمین کوئی
مفسدہ اونکے حق مین ہو اور یہ منافی حکمت نہین ہے بلکہ عین مقتضاے
حکمت ہے اور اگرچہ اوسمین مشقت ہو تو وہ نہ ہوگا

قبیح اور غرض تکلیف سے تعمیل کرنا عبید کا ہے ساتھہ اوس چیز کے کہ تکلیف
دی گئی ہی اوسکی پس تکلیف اوس چیز کی کہ جس کے بندہ کو طاقت
نہین ہے حسن نہوگی کیونکہ تعمیل اوسکی ممکن نہین ہی ا صل
جسوقت کہ جانا باری تعالی نے کہ عباد نہین تعمیل کرینگے
تکلیف کی مگر بسبب ایک فعل حسن کے کہ جسکو اللہ تعالی کریگا تو واجب
ہوگا صدور ایسے فعل حسن کا باریتعالی سے تاکہ نہ منتقض ہو غرض تکلیف
کی اور صدور ایسے فعل حسن کا موسوم بلطف ہے تو ہوگا لطف
واجب باریتعالی پر بنظر اوس کی حکمت نامہ کے فصل ثالث بیان
نبوت و امامت مین جبکہ غرض خلق عباد سے ہولی مصلحت اونہین
عباد کی پس تنبیہ کرنا اونکو اون کے مصالح اور مفاسد پر ایسے
امور کے باب مین کہ جس مین عقول اون کے مستقل در کافی ادراک
مفاسد و مصالح کے لئے نہین ہین ایک لطف واجب ہے اور علاوہ ازین
جبکہ ممکن ہی بسبب کثرت حواس و آلات عباد کے اور اختلاف اونکے
دواعی یعنے خواہشون اور ارادون کے وقوع شر و فساد کا
انتہاسی ملاقات و معاملات عباد مین تو متنبہ کرنا بندون کا اوپر اون کے
کیفیت معاشرت کی اور اونکے حسن معاملت کی اور اون کے انتظام
امور معاش کی کہ جس کا نام شریعت ہے ایک لطف واجب ہی اللہ تعالی پر

اور چونکہ اللہ تعالی قابل اشارہ حسیہ نہین ہی تو تنبیہ اونکی بغیر واسطے
کسی مخلوق کے جو مثل اونکے ہو غیر ممکن ہی پس بعثت رسل یعنے
مبعوث کرنا رسولون کا واجب ہی اصل ممتنع ہونا وقوع قبائح کا اور
خلل کرنے کا ساتھہ واجبات کے رسولون سے اس طرح پر کہ نہ خارج
ہون وہ حد اختیار سے تاکہ نہ منتصر ہون اونسے عقول خلق کے
اور مثاب ہون وہ بسبب اوس کے کہ وہ لاتے ہین منجانب اللہ تعالے
کے ایک لطف ہے حق بین عباد اور انبیا کے پس ہوگا واجب اور یہ
لطف عصمت ہی پس رسول معصوم ہین تکملہ انبیا علیہم السلام جب
کہ معصوم ہین جیسا ثابت کیا گیا تو اونسے صدور معاصی ممکن نہین اور
جو قضیہ حضرت آدم ع در باب کہانے گیہون کے مذکور ہی یا جو قصہ حضرت
داؤد ع کا در باب نکاح کرنے زوجہ اوریا کے مذکور ہی اور اسی طرح کا
جو امر ثابت ہوا ہی وہ درحقیقت صرف صدور ترک اولی کا تہا اور وہ
کوئی معصیت نہ تہی مقدمہ ہر مبعوث منجانب حضرت اللہ تعالے
کی طرف سے کسی قوم کے اگر نہ موئد ہو ساتھہ ایک ایسے امر کے جو خارق
عادت ہو اور خالی ہو معارضہ سے اور مقرون ہو تحدی یعنی طلب معارضہ
سے اور موافق ہو ساتھہ دعوی مبعوث مذکور کے تو نہوگی عباد کو کوئی سبیل
طرف اوس کے تصدیق کی اور نام رکہا جاتا ہے اس کا معجزہ پس ظہور

معجزات رسولونکے لئے واجب ہی بغرض تکمیل غرض بعثت سیکے

تکملہ اول چونکہ قبل ازین زمانہائے مختلف میں بعثت انبیاء و رسل

واجب تھے بطور لطف لہذا بہت انبیاء و رسل قبل ازین مبعوث ہوے

ہین جنکا ایمان لانا واجب ہی **تکملہ دوم** جبکہ ارسال کتب متضمن اوامر

و نواہی ضروری اور محتوی معارف و مواعظ ضروریہ ایک لطف ہے

حق عباد مین بغرض اونکے ہدایت کے اوراسیوجہ سے ارسال کتب

مذکورہ واجب ہی اور باوقات مختلف بہت سے کتب مرسل ہوے

ہین تو اونکا ایمان لانا ضروری ہی **اصل** حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف رسول ہین

کیونکہ اونہون نے دعوی کیا نبوت کا اور ظاہر کیا معجزات کو لیکن دعوے

پس معلوم ہی بذریعہ تواتر یعنے تواتر روایات کے لیکن معجزات پس

کثیر ہین اور اظہر اونمین سے قران ہی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے تحدی یعنے طلب معارضہ کیا ساتھہ اوسیکے عرب سے اور عاجز

رہے عرب اوس کے معارضہ کرنے سے باوجودیکہ اون کے لئے

دواعی اور اسباب و محرکات معارضہ بکثرت موجود تھے اور اونکو

فصاحت بافراط حاصل تھے اور ابتک نہین قادر ہوا کوئی فصحاے عرب سے

اوپر ترکیب کمالات کے اوپر منوال و طریقہ قران کیے پس ہوا وہی قران

معجزہ پس ہین محمد صلی اللہ علیہ و آلہ نبی برحق تکملہ قران جسطرح بوجہ فصاحت
معجزہ ہے وہ بوجہ کثرت علوم صحیحہ اور کثرت برکات و تاثیرات عجیبہ اور کثرت
اخبار غیب اور تکمیلات شرعیہ کے بھی معجزہ ہے تکملہ معراج جسمانی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ کے یعنی جانا حضرت کا تا بمنازل قرب عرش الہی ایک بہت
قلیل زمانہ مین بحالت بیداری بجسم شریف ایک امر ممکن ہے اور روایات
صحیحہ اس باب مین منقول ہین پس یہ امر حق ہے اور بہت سے مصالح پر
محتوی ہے مثل اظہار عظمت شان حضرت کے اور یہ کہ حضرت کو علم
عیانی معارف حقیقہ کا حاصل ہوجاوے اور یہ کہ اوسکے اظہار سے امتی
ایمان کامل کا بھی ہوجائے ہدایہ جبکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ
نبی ہین تو واجب ہے یہ کہ ہون معصوم اور تمام جسکو کہ وہ لائے ہین
اور نہین معارض ہے اوسکے لیئے عقل واجب ہے تصدیق اوس کی
اور اگر نقل کیجاوے اونحضرت سے کوئی ایسی شئے کہ معارض ہو جسکے
لیئے عقل تو نہین جائیز ہوگا انکار اوس کا بلکہ اوس مین توقف کیا جائیگا
یہانتک کہ اوسکا سر و راز ظاہر ہو اور شریعت اونکے جو ناسخ ہے واسطے
تمامی شرائع کے اور باقی رہیگی تا بقائے دنیا واجب ہے اطاعت
اوسکی اور تعمیل اوسکے احکام کی **اصل** جبکہ ممکن ہے بعد نبی وقوع شر
و فساد اور ارتکاب معاصی کا خلق سے تو واجب ہے حکمت اللہ تعالے مین وجود

ایک رئیس کا کہ غالب ہو اور آمر ہو معروف یعنی نیکی کیلئے اور ناہے ہو منکر کے لئے اور مبین ہو اوسکی لئے جو مخفی رہے امت پر غوامض شرع مین سے اور نافذ کرنیوالا ہو واسطے احکام شرع کے تاکہ امت صلاح سے اقرب اور ابعد ہو فساد سے اور محفوظ رہین فتنون اور فسادکے وقوع سے کیونکہ وجود ایسے رئیس کا لطف ہی اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ لطف بنظر حکمت کے اللہ تعالے پر واجب ہے اور یہ لطف موسوم بامامت ہے پس امامت واجب ہو گی تکملہ جبکہ علت حاجت خلق کے طرف امام کے یعنے محتاج ہونا اونکا طرف امام کے اپنی ہدایت مین موجود ہے ہر زمانہ مین واجب ہے وجود امام کا ہر زمانہ مین اصل اور جبکہ علت حاجت کی طرف امام کے عدم عصمت خلق ہے تو واجب ہوا یہ کہ ہو امام معصوم کیونکہ اگر وہ نہو معصوم تو نہ حاصل ہو گی غرض حکیم کی اصل جبکہ عصمت امام کی غیر مودی ہی طرف الجاہی خلق کی یعنی طرف مجبور کرنے خلق کے اور صلاح کے تو ممکن ہے وقوع فتنہ اور فساد کا بسبب کثرت ائمہ کے تو ہوگا امام واحد تمامے اقطار دنیا مین اور استعانت کریگا وہ ساتھ اپنے نائبون کے جو اون اقطار مین ہون تکملہ جبکہ نصب امام کا اللہ تعالے کیجانب سی بغرض ہدایت خلق کے ہے تو واجب ہوگا خلق پر حاصل کرنا معرفت امام کا اور اطاعت کرنا امام کے اور جو مخالفت کرین امام کے

وہ فاسق ہون گے اور جو اوس سے لڑین وہ ضرور کافر ہوے بموجب احادیث متفق علیہ کے جسمین سے ایک یہ ہے کہ مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً یعنے جو مرے اور نہ پہچانے اپنے زمانہ کے امام کو وہ کفر کی موت مریگا بلکہ اسسی لااقل کفر باطنی مخالفین کا بے ثابت ہوتا ہے ہدایہ جبکہ عصمت ایک امر مخفی ہے کہ نہین مطلع ہوتا اوسپر مگر علام الغیوب تو نہین ہے خلق کے لئے کوئے طریق معرفت معصوم کا پس واجب ہے کہ ہو امام ایسا کہ نص یعنے تصریح کی ہو اوپر اوسکی امام ہونیکے اللہ تعالے انے یا نبی نے یا اوس امام نے جو قبل اوسکے ہو تکملہ اگر رعیت کو اختیار نصب وتعیین امام کا حاصل ہو تو ممکن ہوگا کہ ہو شر فساد بوجہ وقوع خطا کے انتخاب مین یا بوجہ اختلاف آرا نسبت انتخاب کی یا بوجہ انتخابات متعددہ کے پس رعیت کو اختیار انتخاب کا حاصل نہوگا الف مقدمہ جب کہ ثابت ہوا کہ کوئے زمانہ امام معصوم سے خالے نہین ہوتا تو جس امر پہ متفق ہو گی کل امت بیچ کسی عصر کی اور مخالف نہو عقل کے وہ امر حق ہوگا **اصل** جب کہ ثابت ہو اوجوب عصمت امام کا اور نہین ثابت ہوئے عصمت غیر ائمہ اثنا عشر سے یعنے غیر دوازدہ امام علیہم السلام کے باتفاق مخالفین کے تو ثابت ہوے امامت ائمہ اثنا عشری علیہم السلام کے بسبب اون کے عصمت کے پس واجب ہوے اطاعت ومتابعت

اون کیے سرداعر پر تکملہ بہت سی احادیث سے ثابت ہی کہ حضرت
جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ نے اپنا جانشین اور وصی اور بعد اپنے خلیفہ مقرر کیا اور متعدد آیات
قرآنی بھی اسپر دلالت کرتے ہین پس جناب امیر علیہ السلام بموجب
نص منجانب اللہ تعالیٰ اور منجانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ بعد رسول
اللہ کے بلا فصل خلیفہ اور امام برحق ہین اور بہت سے احادیث فریقین مین
یہ تصریح ہی کہ بارہ خلیفہ اور امام بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ کے ہون گے
اور وہ اولاد رسول اللہ اور اولاد جناب امیر علیہ السلام سے ہونگے
اور بعض مین کل اسماء ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کے بصراحت مذکور ہین
اور بعض مین صرف اسمار جناب امیر علیہ السلام اور جناب امام حسن علیہ
السلام اور جناب امام حسین علیہ السلام کے ذکر کرکے بعد ازان یہ لکھا ہے
کہ باقی نو امام اولاد سے جناب امام حسین علیہ السلام کے ہونگے اور بہت سے احادیث
سے ثابت ہی کہ ہر امام سابق نے امام مابعد کے ہونیکے باب مین نص ہی
کردی تھی تو اس وجہ سے بھی امامت ائمہ اثنا عشر علیہم السلام
بخوبی ثابت ہی جنکے اسمار مبارک یہ ہین اول امام حضرت علی ابن ابیطالب
دوسرے حضرت امام حسن ابن علی تیسرے حضرت امام حسین ابن علی چوتھے
امام حضرت علی ابن الحسین پانچوین امام حضرت محمد ابن علی چھٹے امام حضرت جعفر ابن محمد

ساتوین امام حضرت موسیٰ ابن جعفرؑ آٹھوین امام حضرت علیؑ ابن موسیٰؑ نوین امام حضرت محمدؑ ابن علیؑ دسوین امام حضرت علیؑ ابن محمدؑ گیارہوین امام حضرت حسنؑ ابن علیؑ بارہوین امام حضرت محمدؑ ابن الحسنؑ **تکملہ** امام کو قدرت معجزہ کی عطا ہونا جسکے ذریعہ سے وہ اپنی امامت اور رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بمقابلہ مخالفین ہرطرح ثابت کرسکے ایک لطف عباد کے حق مین متصور ہے اور عمدہ ذریعہ بندون کی ہدایت کا ہے پس یہ لطف بھی اللہ تعالی پر بنظر اوسکی حکمت کاملہ کے واجب ہے **تکملہ** ائمہ اثنا عشر علیہم السلام نے بروقت ضرورت بہت سے معجزات دکھلائے اور اسوجہ سے بھی امامت اونکی بخوبی ثابت ہے پس وہی سب ائمہ برحق ہین **فائدہ** سبب حرمان خلق کا حضور امام زمان سے نہین منجانب اللہ تعالی کے کیونکہ اللہ تعالی نہین کرتا کوئی امر مخالف مقتضائی حکمت کے اور نہ منجانب امام کے بسبب اوسکی معصوم ہونیکے پس ضرور ہے کہ ہو یہ سبب منجانب اوسکی رعیت کے اور جب تک یہ سبب غیبت کا موجود رہیگا نہ ظاہر ہونگے امام اور حجت بعد رفع کرنیکے علت مانع کے اطاعت سے اور ظاہر کردینے حقیقت کے قائم ہو جائیگی اللہ تعالی کیلئے اوپر خلق کے کیونکہ جو اللہ تعالی پر واجب تہا وہ اوسنی کردیا اور عدم ظہور بوجہ عدم انقیاد خلائق کے واقع ہوا ہے اور استبعاد

اوس کی طول عمر مین بعد ثبوت امکان اور وقوع طول عمر کے اوسکے
غیر کے حق مین مثل نوح اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہم السلام کے
صریح جہل ہے **تکملہ** استبعاد بوجہ اختفاء امام کے بہی صحیح نہین ہے
جبکہ یہ حضرت عیسیٰ و حضرت خضر علیہم السلام کے حق مین مسلم الثبوت ہے
تبصرہ ہرگاہ انبیاء اور ائمہ ایسے اشخاص ہین کہ امت اونکی جانب
تعلم اور تادب مین محتاج ہین تو واجب ہی یہ کہ ہوون وہ اعلم اور
اشجع اور جب کہ ہین وہ معصومین تو واجب ہی یہ کہ ہوون اقرب بہ نسبت
تمام آدمیون کے اللہ تعالے کیجانب اور چونکہ امام رعیت نبی سے ہی
تو واجب ہی یہ کہ ہو نسبت نبی کے فضل مین طرف امام کے مثل نسبت
امام کے طرف رعیت کے **تکملہ** صحابہ کی مدح مین بیشک متعدد آیات
قرآنی اور احادیث ہین مگر برخلاف اسکے بہت سے آیات اور احادیث
سے یہ بخوبی ثابت ہے کہ اونمین اہل نفاق بہی شریک تہے تو اب
دونون قسم کے آیات و احادیث کو باہم ملانے سے یہ ضرور واجب التسلیم
ہی کہ کچہہ صحابہ لائق مدح و ثنا و کچہہ مصداق آیات اور احادیث
ذم تہے پس یہی عقیدہ درحقیقت درباب صحابہ کے حق ہی کہ دونون
قسم کے آیات و احادیث کی مصداق اونمین موجود تہے اور ممدوحین
صحابہ بعد اہلبیت علیہم السلام کے اول درجہ کے مومنین تسلیم ہوئنا

چاہیے اور یہی نتیجہ فریقین کے اصول کا اوسوقت لائق تسلیم ہو سکتا ہے
جبکہ بلا تعصب و نفسانیت ایسے مسائل مین غور کیا جاوے مگر معیار
ممدوح ہونے صحابہ کا ضرور یہ ہے کہ جسنے مخالفت احکام رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین کی اور ہمیشہ بموجب آپکی وصیت
کے تمسک قران اور عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
کیا ہی وہی صحابہ ممدوحین ہین

فصل رابع بیان معادیین جانتو کہ

اللہ تعالی نے خلق کیا انسان کو اور عطا کیا اوسکو علم و قدرت و ارادہ
و ادراک اور قوی مختلفہ اور گردانا ہی اوسکے زمام اختیار کو
اوسکے ہاتھہ مین اور اوسکو تکلیف دی ہی تکالیف شاقہ کی اور
مخصوص کیا ہی اوسکو ساتھہ الطاف خفیہ و جلیہ کے واسطے ایک
غرض کے جو عائد ہوگی طرف اوسکے اور نہین یہ مگر ایک نوع ایسے
کمال کا جو نہین حاصل ہو سکتا مگر بذریعہ کسب کے اسواسطے کہ اگر
ممکن ہوتا یہ امر بلا واسطہ تو خلق کرتا وہ اونکو متصف اوسی کمال کے
ساتھہ ابتداءً اور جبکہ دنیا دار تکلیف ہی تو وہ دار کسب ہے اور
ضرور ہی کہ زندہ رہے انسان ایک مدت تک کہ ممکن ہو تحصیل ایسے
کمال کی بیچ اوس مدت کے اور بعد ازان رجوع کرے طرف
دار جزا کے اور نام رکھا گیا ہے اوسکا دار آخرت مقدمہ وہ جنر

کہ جس کیطرف انسان اشارہ کرتا ہے جبکہ وہ لفظ انا کہتا ہے جس کے
معنی مین کیے ہین وہ جوہر مجرد ہے یعنی ایک موجود بالذات اور مجرد عن
مادہ اور جسمیت سے کیونکہ اگر عرض ہوتا تو سراپا محتاج ہوتا ایسے محل کا
جو متصف ہوتا ساتھہ اوسکے اور نہین متصف ہوتی کوئی شئی ساتھہ
انسان کے بالضرورت یعنے بالبداہت بلکہ وہ متصف ہوتا ہے ساتھہ
اوصاف کے جو غیر اوسکے ہین تو انسان جوہر ہے اور اگر وہ صاحب وضع
یعنی قابل اشارہ حسیہ ہوتا تو ہوتا وہی بدن یا کوئی شئی اوسکے جوارح
یعنی اعضا سے جو نہین متصف ہوتے ساتھہ علم کے لیکن وہی انسان
بالضرورت و بالبداہت متصف علم کے ساتھہ ہوتا ہے تو انسان ہوگا
جوہر مجرد عالم اور بدن اور تمامی جوارح آلات اوسکے ہونگے اوس کے
افعال مین اور ہم نام رکھتے ہین اوسے جوہر مجرد کا اس مقام ذکر معاد
مین روح تکملہ یہ قول کہ یہ نفس ناطقہ اور روح انسانی جوہر مجرد ہے
جسکی تصریح یہان محقق علیہ الرحمہ نے کی ہے قول ایک جماعت متکلمین اور
علی العموم جمیع حکماے نامی کا ہے مگر ایک دوسرا قول یہ ہے کہ نفس ناطقہ
اور روح انسانی جسمانی ہے اور اسکے قائل ایک جماعت کثیر متکلمین کے
ہے اور قرآن و احادیث کا ظاہر بہی یہی معلوم ہوتا ہے اور اسمین
بہت سے دلائل قائم ہوسکتے ہین بلکہ اس باب مین دعوی بداہت کا

ممکن ہی کہ فی الواقع نہین ہی وہ شی جسپر مدار علم وحیات انسانی کا ہی خارج جسم
انسان سے اور یہ لائق تسلیم نہین ہی کہ کوئی جسم کیسا ہی لطیف ہو متصف علم
کے ساتھہ نہین ہو سکتا ہی اور جو لوگ روح انسانی کو جسمانی کہتے ہین اونمین بہت
اختلافات ہین اسباب مین کہ وہ کل جسم انسان ہے یا کوئی جزو جسم انسان کا ہی لیکن
قول اقرب الی الصواب یہ ہی کہ وہ ایک جزو لطیف جسمانی ہی جو تمام اعضا مین ساری ہے
اور او سپر مدار علم وحیات انسان کا ہی اسباب مین بہی اختلاف ہی کہ مادہ اوسکا کیا ہے
بعض اوسکو جسم ہوائی بعض جسم ناری اور بعض عناصر اربعہ کہتے ہین اور بعض
کا قول ہی کہ وہ اجسام نوریہ سماویہ لطیفۃ الجواہر ہین جنکی طبعیت زیادہ تر مشابہ
ضوء آفتاب سے ہی اور وہ تحلل وتبدل اور تفرق وتمزق کو قبول نہین کرتے
اور جب بدن پیدا ہو جاتا ہی اور مستعد قبول روح کا ہوتا ہی تو بحکم اللہ تعالی
یہ اجسام سماویہ اوسمین نفوذ کر جاتے ہین مثل نفوذ آگ کے کوئلہ مین اور
مثل نفوذ تیل کے تل مین اور مثل گلاب کے پہول مین مگر ممکن
ہی کہ یہ کہا جائے کہ بنظر اوسکے نورانی ہونے کے اور بہ نظر اوسکے کمال
لطافت کے اور نیز بعض احادیث خلقت روح اور خلقت نور محمدی صلی اللہ
علیہ وآلہ پر نظر کرکے یہ گمان ممکن ہی کہ ارواح انسانی کا مادہ خلقت مشابہ ہی مادہ
افلاک اور کواکب اور اون انوار سے جو کہ زیر عرش مخلوق ہوی ہین اور
باختلاف مراتب ارواح انھین موادین سے کسی مادہ کے مشابہ مادہ سے

پیدا ہوئی ہیں اور یہ قول درحقیقت بہت قریب ہے اوس قول سے جنہیں
روح کو اجسام لطیفہ سماویہ سے تسلیم کیا ہے لیکن اس باب میں حکم قطعی ممکن
نہیں ہے کیونکہ یہ اسرار حکمت اللہ تعالی کی ہیں اور اسمیں غور سواے مزید حیرت
کے اور کوئی فائدہ نہیں رکہتا اور اسیوجہ سے جب سوال کیا گیا تہا روح کی
نسبت تو قرآن مجید میں بہی جواب مرحمت ہوا کہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي
یعنی کہدے کہ روح امر یعنی حکم یا فعل میرے رب کا ہے اور بعضنا اسمقام میں غور کرتے نہیں
زیادہ حاصل ممکن ہے پس کچہ ضرورت زیادہ غور کی نہیں اور بنظر اس کے
کہ روح انسانی فی الواقع ایک عالم صنعت اور ایک عالم حکمت ہے یہ کہنا کافی
تبارک اللہ احسن الخالقین والحمد للہ رب العالمین
حشر معنے جمع کرنا اجزاے بدن انسان کا اور تالیف کرنا اوسکا یعنے مرکب
کر دینا اونکا مثل اوسکے کہ وہ تہا اور اعادہ کرنا اوسکے روح مدبرہ کا طرف
اوسکے اور اسکا نام رکہا جاتا ہے یا حشر اجساد یعنے حشر اجسام اور یہ ممکن ہے اور
اللہ تعالی قادر ہے تمام ممکنات پر اور عالم ہے تمام ممکنات کا اور جسم قابل ہے
یعنے لیاقت رکہتا ہے تالیف کی تو اللہ تعالی قادر ہوا اوپر اوسی حشر کے
حاصل انبیاء نے تمام خبر دی ہے حشر اجساد کی اور وہ مناسب ہے مصلحت
کلیہ کی پس حشر اجساد حق ہے بسبب عصمت انبیاء کے اور جنت و نار جو محسوس
ہونگے اور جنکا وعدہ انہیں انبیاء نے کیا ہے وہ خلق ہو چکے ہیں اور

ہین تاکہ استیفا کیا جاے حقوق مکلفین کا از قسم ثواب و عقاب کے اور
اسیطرح سوال منکر نکیر اور عذاب قبر اور حشر اور تطایر کتب کا یعنے پیش
ہونا نامہ ہاے اعمال نیک و بد کا اور گویا ہونا جوارح کا اور سوا اوسکے جسکی
خبر دی ہے انبیاء نے احوال آخرت مین سے وہ سب حق ہین سب اسلئے کہ
ممکن ہو سکے اور خبر دینے انبیاء نے صادقین کے بداہتہ اعادہ معدوم کا بعینہٖ
محال ہی ورگرنہ لازم آئیگا تخلل عدم کا بیچ وجود واحد کے پس ہوگا وہ وجود دو
وجود اثنین اور یہ محال ہی اور جبکہ حشر اجساد حق ہوا تو واجب ہوا کہ نہ معدوم
ہوون اجزاے بدن مکلفین بضرر رواج اون کی بلکہ متبدل ہو تالیف و
مزاج اور فنا جسکا اشارہ واقع ہے كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ اور كُلُّ
شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ مین اوس سے کنایہ طرف اسی تبدل تالیف و مزاج
کے ہی بحث فلاسفہ نے کہا ہی کہ حشر اجساد محال ہے کیونکہ جب کہ معتدل
ہو مزاج اوسکا اور مستعد ہوگا قبول نفس کیلئے مستحق ہوتا ہی فیضان
نفس کا بجانب عقل فعال کے پس اگر مستعد ہوون اجزا بدن میت کے
بوقت حشر ساتھ مزاج کے تو مستحق ہونگے ایک نفس کے بجانب
عقل کے اور ضرور ہی کہ فیضان کرے عقل فعال ایسے نفس کو ہونکہ فیضان نفس کا
ایسے مادہ پر جو قابل ہو بوجہ عدم بخل مبدء فیاض کے ضروری ہی پس اگر اعادہ
کیا جاے اوسکے طرف اوسکے نفس اولی پھر اوسکو دنیا مین حاصل ہے

تو لازم آئیگا اجتماع نقیضین کا بدن واحد مین اور وہ محال ہے بالضرورت اور
ہم نے جو کچھ ثابت کیا او وجود فاعل مختار کو اور باطل کیا ہے اون کے
قواعد کو تو ہم محتاج نہین ہین طرف جواب ان ہذیانات کے کیونکہ فاعل مختار
کے جانب سے ممکن ہے کہ فیضان کرے جسمون پر سواے نفس اولی
کے بموجب اپنے اختیار اور بمقتضاے حکمت کے تکملہ محقق علیہ الرحمہ
اور ایک جماعت متکلمین اعادہ معدوم کو محال تسلیم کرتے ہین اور اسی وجہ سے
یہ لوگ اسکے قائل ہوے ہین کہ معاد جسمانی کی حقیقت یہی ہے کہ اجسام
کی ترکیب اور تالیف مزاج کو بروقت موت فنا لاحق ہوتی ہے اور روح اور
اجزاے اصلیہ اجسام باقی رہتے ہین اور بروقت قیامت اونہین اجزا
کو ترکیب اور تالیف و مزاج بحکم اللہ تعالی کے عطا ہوکر روح سابق اونکی
اوس سے متعلق کر دیجاینگے پس وہ سب بدستور سابق زندہ ہوجاینگے
اور دوسرا قول یہ ہے کہ اجسام اور اونکے اجزا بعد موت فنا ہوجاتے
ہین اور صرف روحین باقی رہتی ہین اور بروقت قیامت اللہ تعالی اونکی
ابدان مثل ابدان سابق کے پیدا کرکے اونہین روحون کو داخل کردیگا
اور وہ بدستور سابق زندہ ہوجائینگے تیسرا قول یہ ہے کہ تالیف و اجزا بعد
موت سب فنا ہوجاتے ہین اور صرف روحین باقی رہتی ہین اور بروقت حشر
اللہ تعالی اونہین ابدان سابقہ کو بعینہا و نہین اجزا اور اونہین تالیفو نکے

ساتھ بعینہا پیدا کردیگا اور روحون کو اونھین بدنون مین داخل کردیگا
اور سب بدستور زندہ ہو جائینگے اور ایک قول آخر اور بعض متکلمین کا قول
اس مقام پر یہ ہی کہ اعادہ معدوم محال نہین ہی بلکہ جسطرح ایجاد اول ممکن
تھا اوسیطرح ایجاد ثانی ممکن ہی اور تخلل عدم کا درمیان وجود [illegible]
جسکا حاصل یہ ہی کہ وہی وجود سابق پھر ایک زمانہ مابعد مین [illegible]
محال نہین ہی اور نہ اوسکے وجہ سے وجود واحد کا دو ہو جانا لازم آتا ہی
پس یہ لوگ اسکے قائل ہین کہ تمامی اجزا اور تالیف اور [illegible]
[illegible] فنا ہو جاتے ہین اور بوقت قیامت سب [illegible]
اور پھر از سر نو اللہ تعالی اجزا اور تالیف اور روحون کو پیدا کردیگا اور سب
زندہ ہو جائینگے اور اس قول کی تائید ظاہر بعض آیات و احادیث سے
زیادہ ہوتی ہی اور دیگر اقوال سے بھی موید بعض آیات و احادیث [illegible]
جسکا ذکر کتاب بحار الانوار مین ہی [illegible]
قول کو محقق علیہ الرحمہ نے اختیار کیا ہی اور اوسکے موید آیات و احادیث بھی
ہین اور دلائل حکیمانہ بھی زیادہ اوسی کی تائید کرتے ہین [illegible] مین
زیادہ غور ضرور نہین ہی کیونکہ اسقدر اعتقاد رکھنا ضرور ہی کہ سب آدمی
اور وہ اجسام جو محشور ہونگی دوبارہ زندہ کئی جاوینگی مگر اوسکی کیفیت کا
جاننا کہ کیونکر زندہ کئے جاوینگے کچھ ضرور نہین ہی [illegible]

مثل معاد کے دوبارہ زندہ کرنا ہی اموات کا ہے پس وہ ممکن ہے مثل معاد کے
اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اسکا اور احادیث کثیرہ اور بعض آیات سے علما
اسکو ثابت کرتے ہیں اور قصص قرآن میں مذکور ہے کہ ہزاروں آدمی ایک دفعہ
بعد مرنے کے اور بعد مدت دراز کے زندہ ہو گئے تھے تو یہ امر امتناعی نہیں
موجود ہوا اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ ویسا ہی اس امت میں ہوگا اور کوئی وجہ
نہیں کہ تصدیق اوسکی نہ کیجائے پس رجعت یعنے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم وائمہ علیہم السلام کا پھر دنیا میں آنا اور کامل مومنین کا بغرض
معاونت کے مثل نصرت الٰہی اور اسیطرح دشمنان کامل اہلبیت علیہم السلام
کا پھر زندہ ہو کر دنیا میں قبل عذاب آخرت کے معذب ہونا ضرور تصدیقی ہے
مثل ثواب اور عقاب کے جو مذکور ہیں جو دائمی ہونگے اور جو مستحق ثواب
علی الاطلاق کا ہوگا وہ مخلد ہوگا جنت میں اور جو مستحق ہوگا عقاب علی
الاطلاق کا مثل کفار کے تو مخلد فی النار ہوگا اور جو شخص کہ مستحق
ہو ثواب و عقاب کا مثل عاصیان اور مرتکبین اور مستضعفین کے نہیں جیسے
ہوگا کیونکہ مطلق سے معذب کرنا انکا پس داخل ہونگے وہ بھی بہشت
میں لیکن یہ کہ جمع کریگا دونوں استحقاقوں کو یعنے استحقاق ثواب جو بعد
کو ہوگا اور عقاب لیکن کی نسبت مقابلتا بلا تعیین ہوگا اور انکی
بیچ انکا ان عاصی کے ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے

اور اسواسطے کہ اوسنے وعدہ عفو کیا ہی باوجود مستحسن ہونے عفو کے بھی
اور خلف وعدہ کا قبیح ہی اور علاوہ ازین غرض اوسکے خلق سے ثواب
دینا اوسکا تہا پس عذاب کرنا اوسکا نقیض اوسکے غرض خلقت کا ہے
اور اگر نہ نصیب ہوگا اوسکو عفو اللہ تعالی کا یا کہ ذنب ایسا ہو کہ اوسکی
نسبت وعید عذاب بالیقین ہوئی ہو تو یا آنکہ حبط یعنے ساقط ہوگا ایک
استحقاق بسبب استحقاق آخر کے یا کہ نہ حبط یعنے ساقط ہوگا کوئی
استحقاق اون دونین سے بوجہ آخر کے اور صورت ثانی مین یا کہ اوسکو ثواب
دیا جاویگا جنت کا اوّلا اور بعد ازان اوسکو عقاب کیا جائیگا یا آنکہ اسکے
بالعکس کیا جائیگا یعنے اوّل عقاب کیا جائیگا اور بعد ازان ثواب یا قیامتگا
ساتھ جنت کے حل شبہہ — مذہب اوّل وہی اسقاط احد
الاستحقاقین کا بسبب استحقاق آخر کے مذہب وعیدیہ کا ہے
معتزلہ میں سے اور وہ نہیں جایز رکہتے ہین عفو کو مگر صغائر میں پس مذہب
ابو علی جبائی کا یہ ہی کہ استحقاق زائد استحقاق ناقص کو حبط یعنے ساقط
کرتا ہی اور وہ خود بحالہ باقی رہتا ہی اور وہی احباط یعنے اسقاط ہے
جو آیات و احادیث مین مذکور ہی اور مذہب اوسکے بیٹے ابو ہاشم
کا یہ ہی کہ نہیں باقی رہتا ہی زائد مین سے بعد تاثیر کے مگر اوسیقدر
جو فاضل ہو مقدار استحقاق ناقص سے اور باقی ساقط ہو جاتا ہی

بوجہ ناقص ہونیکے اور وہی مراد ہی موازنہ یعنے وزن کرنیسے اعمال خلائق کے
اور ہوگا حکم جدا بسبب فاضل ہونے کے قدر استحقاق مین سے خواہ وہ استحقاق
ثواب ہو خواہ استحقاق عقاب ہو اور یہ دونون مذہب باطل ہین بوجہ اونکے
مبنی ہونیکے اوپر تاثیر استحقاق کے اور یہ غیر معقول ہی کیونکہ استحقاق
امر اضافی ہی اور اضافت نہین موجود ہوتی خارج مین ورنہ لازم آئیگا
تسلسل کیونکہ اگر موجود ہو تو اوسکے لئے محل ضرور ہوگا اور اوس محل
اور اس اضافت کے درمیان مین نسبت اور اضافت ہوگی اور وہ بھی موجود
ہوگی اوسمین اور بھی اسیطرح کلام کیا جائیگا اور وجود اضافات غیر متناہیہ
کا خارج مین لازم آئیگا اور جو نہین موجود ہوتا خارج مین نہین معقول ہے
تاثیر اور تاثر اوسکا اور اگر ہم قائل ہون وجود خارجی استحقاق کی بر سبیل
تنزل تو کہین گے ہم کہ یا آنکہ پائے جائینگے دونون استحقاق معًا یا نہین
اور اول مقتضی ہوگا کہ ہون دونون استحقاق ضدین اور یہ منافی ہی
اونکے مذہب کے اور علاوہ اوسکے ایک اونمین سے ہوگا اولیٰ تاثیر احباط
مین دوسرے سے بموجب مذہب ابی علی کے اور جسوقت کہ ساقط ہوگا
ایک بوجہ آخر کے موازنہ مین تو کیونکر ساقط ہوگا آخر بسبب اوسکے
اسواسطے کہ تاثیر معدوم کی موجود مین غیر معقول ہے اور صورت ثانی
سے یہ کہ دونون استحقاق معًا نہ پائے جائین تو نہ معقول ہوگی تاثیر

ایک کی دونوں میں سے آخر ہیں اور نہ وارد ہوگی ہم پر اشکال بوجہ اتحاد کے
کیونکہ ہم نہیں حکم کرتے ساتھ تاخیر ہر واحد کے دونوں میں سے آخر ہونے کی
مذہب ثانی اور وہ یہ ہے کہ اول ثواب دیا جائے پھر بعد اس کے عقاب
کیا جائے پس وہ متروک ہے بالاجماع پس نہیں باقی رہتی مگر صورت
ثالث اور وہی یہ ہے کہ عقاب کیا جائے بعقاب منقطع ایک مدت تک پھر
بعد اس کے مخلد فی الجنت ہو اور وہی حق اور مناسب ساتھ عدل اللہ تعالی
کے ہے اور جس سے کہ تعبیر کیا ہے ساتھ میزان کے وہی کنایہ ہے عدل سے
در باب جزا کے تکملہ اللہ تعالی چونکہ عادل ہے تو لازم آتا ہے بموجب اصول
عدل پھر فاعل مستحق ثواب ہوگا در صورتیکہ وہ مومن ہو اور اعمال صالحہ
بجا لاتا ہو اور در صورت کفر و عصیان کے وہ مستوجب عقاب ہوگا [illegible]
شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی اہل کبائر کے لئے ثابت ہے کیونکہ
جس نے عفو اہل کبائر کو جائز رکھا ہے جائز رکھا ہے شفاعت مذکورہ کو اور
جس نے نہیں جائز رکھا عفو مذکور کو اس نے نہیں جائز رکھا شفاعت مذکورہ
کو اور جبکہ مذہب ثانی باطل کیا گیا تو ثابت ہو گیا مذہب اول تکملہ جو بیشتر
آیات و احادیث منقول ہیں جن سے شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اور ائمہ
علیہم السلام کی بلکہ شفاعت کرنا مومنین کا بھی ثابت ہے پس اعتقاد
شفاعت کا ضروری ہے جبکہ یہ امر ممکن اور کمال رحمت و مغفرت اللہ تعالی کی

نظر سے انسب ہے اور اصول عدل کے تھے خلاف نہین فائدہ +
ایمان تصدیق کرنا ہی اوس چیز کا کہ واجب ہی تصدیق اوسکی دین محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ سے اور یہ تفسیر اقرب ہے اوسکے معنے موضوع
لغوی سے بمقابلہ اوسکے جو تفسیر اوسکی وعیدیہ نے کی ہے اور وہ یہ
ہی کہ ایمان تصدیق بقلب اور اقرار بزبان اور عمل بذریعہ اعضا کے
ہی اور بموجب تفسیر اول کے اہل کبائر تصدیق کرنے والے ہین پیر
وہ مومن ہین اور وہ مستحق ہین ثواب دائم کے کیونکہ وہی عوض ایمان
کا ہے فائدہ وحوش وطیور محشور ہونگے جیسا وعدہ ہوا ہے اوسکا
قرآن مین واسطے اونکے انصاف کے اور واسطے پہونچانے عوض آلام
کے طرف اونکے جیسا لایق ہے عدل اللہ تعالی کو اور اسیطرح
مکلفین وغیر مکلفین پہونچایا جایگا اونکو عوض اونکے آلام کا اور جو
وعدہ ہوا ہے اونکے حق مین اور حساب کیا جائیگا سب کا بذریعہ ایک
حساب صحیح کے جو حق ہے ختم ونصیحت جبکہ فارغ ہوے ہم اوس چیز
کہ وعدہ کیا تہا ہم نے پس چاہیے کہ ختم کرین ہم کلام کو اوپر نصیحت کے
اور وہ یہ ہے کہ جو نظر کریگا ساتھ اپنی نظر عقل کے اور مشاہدہ کریگا
حکمت کو اپنی بنا ہی ہستی مین واجب ہوگا اوسپر یہ کہ جانے غرض کو
جسکے لیئے اوسکے خالق نے اپنے فضل وکرم سے اوسکو خلق

کیا ہے اور نہ ضایع کرے اوس غرض کو اپنے تفریط و جہل سے ورنہ وہ
مبتلائے شقاوت عظیمہ ہوگا اور اوسکو بہو نچیگا نقصان ظاہر وفقنا اللہ
تعالی وایاکم بسعادۃ الدین بمحمد وآلہ اجمعین
یعنے اللہ تعالی ہمکو اور تمکو اے برادران ایمانی توفیق حصول سعادت
دین کی عطا فرمائے بحق محمد وجمیع آل محمد تکملہ یہ بشارت عظمی قرآن اور
بہت سے احادیث مین ہے مومنین صالحین کے حق مین کہ جنت مین اونکو
نعمائے غیر متناہیہ از قسم اغذیہ واشربہ و فواکہ لطیفہ نصیب ہونگے
اور علاوہ ازین لطف و لذت قصور و انہار و باغات جنت اور صحبت و معاشرت
ازواج طیبہ و حور عین نصیب ہونگے اور جو لوگ حورون کی صحبت کو اور
اونکی ملنے کو خلاف عظمت و جلالت جنت کے تصور کرتے ہین اونکو درحقیقت
اس امر سے اطلاع نہین ہے کہ ازواج طیبہ درحقیقت عمدہ نعمائے
اللہ تعالی سے ہین خواہ دنیا مین ہون خواہ آخرت مین نہ صرف
بوجہ لطف صحبت خاص بلکہ بوجہ انس و محبت و حسن و معاشرت کے بھی
اور اگر یہ مسلم ہے کہ اللہ تعالی نے دنیا مین اپنے انبیا اور اولیا کو یہ
نعمت عطا کی ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ خاص جنت مین اللہ تعالی نے
حضرت آدم کو زوجہ طیبہ یعنے حضرت حوا عنایت فرمائی تھی تو اوسکی
آخرت مین عطا ہونے مین استبعاد بیجا ہے اور جو اسمائے نعمائے جنت

مذکور ہین قرآن واحادیث مین مثل دودھ یا انگور اور شہد اور انار وغیرہ کے اونسے مراد درحقیقت یہ ہی کہ اسی شکل وصورت کی نعمتین جنت مین عطا ہونگی مگر اونکی کیفیت اور لذت کروڑون حصے انہین اقسام کی نعمائے دنیا سے بڑھی ہوی ہوگی اور درحقیقت ایسا فرق عظیم نعمائے جنت اور نعمائے دنیا مین ہوگا جس کا بالفعل سمجھنا یا سمجھانا ممکن نہین ہے اسی وجہ سے یہ وارد ہوا ہی کہ وہ لطف حاصل ہوگا جنت مین کہ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہ کسی کان نے سُنا ہی اور جو نعما مذکور ہوی ہین اونہین پر نعمائے جنت محصور نہین ہین بلکہ اوسکے علاوہ بہت سے نعما حاصل ہونگی اور اوسکے تفصیل دریافت ہونا مشکل ہے مجملاً یہ البتہ کہا جاسکتا ہے کہ ادنی ایک جنتی کو جو لطف حاصل ہوگا وہ لطف ایک بڑے شاہنشاہی کے ابدی لطفونسے بڑھے ہوے نطفون پر مشتمل ہوگا اور سب سے اعظم نعمت نعمائے جنت سے معرفت کاملہ اللہ تعالی کی ہوگی کہ اوسکا لطف احاطہ خیال سے باہر ہے اللّٰھمّ ارزقنا واخواننا نعماء جنّٰت الطیّبہ واجعلنا من المتمتعین برحمتک الابدیہ

خاتمہ بحمد اللہ سبحانہ وتعالی کہ یہ رسالہ شریفہ بتاریخ ۷ شوال ۱۲۹۸ھ شروع کیا گیا اور آج بتاریخ ۲۳ شوال سنہ مذکور ختم ہوا اور یہ ایک عمدہ مختصر رسالہ واسطے دریافت عمدہ مطالب علم کلام کے ہی

جس سے علم الیقینی ملت حقہ السیہ محمدیہ اثنا عشریہ کا حاصل ہو سکتا ہے
جو لوگ مستفید ہوں اس سے اونکو چاہیئے کہ اول محقق طوسی علیہ الرحمہ
کو جو اصل مصنف اسکے اصل یعنے فصول فی الاصول کے ہین
اور بعد از آن راقم آثم مترجم و مولف رسالہ ہذا کو بدعائے خیر
یاد کرین اور میری دعائے خیر تو سب کے حق مین یہ ہے کہ ربنا
اغفرلی ولوالدیّ وللمؤمنین یوم یقوم الحساب فقط

قطعۂ تاریخ از مصنف مدظلہ

چون این رسالہ طبع شد از فضل ذوالجلال
بشگفتہ ہمچو گل ز طرب ہا دل ملول

تاریخ حسن طبع چو مطلوب طبع بود
تا عمر یادگار بماند بر فحول

بنوشت شمس از رہ اعجاز مصرعی
این است بہر مقصد حق منہج وصول

۱۳۰۲ ہجری

بخط خام سید محمد عفی عنہ

تتمہ حواشی متعلقہ صفحات ۷ - ۱۱ - وغیرہا جو نہایت
ضروری حواشی ہین چھاپ کر شامل رسالہ ہذا کر دیے گئے ہین
اونکا ملاحظہ بھی ضرور ہے فقط

حواشی متعلق صفحہ ۷۹ مین مذکور ہی اور معنے اسکے کہ اوس سے خبر دیجائے یہ ہین کہ اوسکے طرف نسبت
نفی یا اثبات کسی شئے کی کیجائے اور یہ ظاہر ہی کہ نفی و اثبات کی لفظین جو اس تعریف مین مذکور ہین اونکا علم
موقوف ہی علم وجود پر اور اسیطرح وہ تعریف بھی جو کیگئی ہی کہ موجود وہ شئے ہی کہ جسکے وجہ سے ماہیت حاصل
ہی خارج مین اور جو یہ تعریف کی ہی کہ وجود ہونا کسی شئے کا ہے اعیان مین اسواسطیکہ اس تعریف مین بھی
ہونا شئی کا خارج مین اور ہونا شئی کا اعیان مین جو مذکور ہین وہ علم و تحلیل مین مساوی ہین وجود کے
ساتھ ۱۲ منہ عفی عنہ ۲۵ کیونکہ ایسی تعریفین دور پر مشتمل ہین کیونکہ علم شئی کا اوسکی تعریف پر موقوف
ہوتا ہی اور جبکہ علم ایسی تعریفونکا بسبب علم وجود کے ہوا یا تابع علم وجود کا ہوا تو اب علم وجود کا خود علم وجود
پر موقوف ہوا اور یہ صریح دور ہی پس حق یہ ہی کہ علم وجود بدیہی ہی اور علم بدیہی ہونے علم وجود کا بھی بدیہی
ہی اور جو تعریفین مذکور ہوی ہین وہ تعریفین حقیقی نہین ہین بلکہ وہ لفظی تعریفین ہین بغرض دفع خفا کے
جو بعض اذہان مین ممکن تھی ۱۲ منہ عفی عنہ ۲۶ یعنے تقسیم موجود کیطرف اوسکی دو قسمونکے جس سے علم معنے واجب
الوجود اور ممکن الوجود کا حاصل ہوسکتا ہے ۱۲ منہ عفی عنہ ۲۷ کیونکہ تقسیم دائر ہی درمیان نفی اور اثبات
کے یعنے اس تقسیم مین دو قسمین ایسی قائم کیگئے ہین جنمین سے ایک اثبات ایک امر کا ہی اور دوسری قسم
نفی اوسکی ہی اور ایسے صورت مین کوئی اور قسم ممکن نہین ہے ورنہ ارتفاع نقیضین لازم آئیگا اور اگر
مورد قسمت معنی مفہوم کو قرار دیتا اور یون کہین کہ ہر مفہوم کو جب ہم لحاظ کرتے ہین یا کہ وجود اوسکا
ضروری ہوگا اور وہ واجب الوجود ہی یا آنکہ عدم اوسکا ضروری ہوگا اور وہ ممتنع الوجود ہی یا آنکہ وجود و
عدم اوسکا کوئی ضروری نہوگا اور وہ ممکن الوجود ہی تو اسطرحسے تین اقسام حاصل ہونگی جو متباین ہین
اور تصور اونکے مفہومات کی بھی بدیہی ہین مثل تصور وجود کے ۱۲ منہ عفی عنہ حواشی متعلق صفحہ ۱۱
۲۸ اور مسموع ہی ہمارے کانون سے مگر حال نہین ہی ہمارے مصاحف اور قلوب اور زبانون اور کانون مین اور
اس کلام مین تناقض ظاہر ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ معنے یہ ہین کہ جو لکھا ہوا ہی مصاحف مین دال ہے
کلام پر اور جو محفوظ ہی قلوب مین وہ دال ہے کلام پر اور جو مقرو ہی بزبان دال ہی کلام پر اور جو مسموع
ہی کانون سے دال ہے کلام پر مگر اصل کلام قائم بذات اللہ تعالی ہی تو یہ ظاہر ہی کہ یہ معنے غیر ظاہر ہین
اور کوئی ضرورت نہین ہے کہ ایک کلام کہا جائے اور اوسکی معنے غیر ظاہر بتائے اور اوسکے ساتھ [illegible]
پھر جب اونکے قول کے بہت سے آیات قرآنیہ مین تاویل کی ضرورت ہوگی اور بہت سے احادیث
[illegible] کے کلام کے بیان قرآن مین ہی کہ وہ نازل کیا گیا ہے [illegible] کلام

ور بعد او بیان کر دیتے اور جنگ وغیرہ میں جو شخص شہید ہوتا تھا اور جو مرتد ہو جاتا تھا سب کا حال آپ بیان کر دیتے

اجمالی نازل نہیں ہوا اور جہان فرماتے ہیں کہ وہ کتاب ہے تو یہ بھی بظاہر صحیح نہیں کیونکہ اصل کلام کتاب نہیں ہے اور جہان

کفار کو علم ہوا کہ مثل کلام اللہ کے پیش کرو تو یہاں بھی اصل کلام کو کفار جانتے بھی نہیں تھے اوسکا مثل طلب کرنا

صحیح نہوگا اور جہان کہا ہے کہ قرآن ہادی ہو یہ تاویل صحیح ہوگا کیونکہ اصل کلام ہادی نہیں ہے ایس ایک قاعدہ لفظی کی

رعایت سے ایسے قول کے قائل ہونا جس سے تمام کلام اللہ تعالی کے عمدہ آیات کی تاویل کی ضرورت ہو علاوہ الزامات سابق

کے اور بھی ضرور ہے کہ دلیل عقلی مجوز ایسے تاویلات کی قائم نہیں ہوا اور حدیث جو نقل کی ہے ان لوگون نے

کہ القرآن کلام اللہ تعالی غیر مخلوق اگر صحیح تسلیم ہو تو اوس کی تاویل بغرض رفع الزام بعد و جیہ وغیرہ کے

یہ ظاہر ہے کہ مراد اوس سے کلام اللہ ہے ... جو اوسی متعلق صفحہ ۲۳۵ جہانتک تاثیرات قدرتی

متعلق ... دلائل لکھے ہیں کہ بہت سے اجرام جسم آسمان میں اور متعلق کواکب ... اور ابر اور جمادات اور نباتات

اور حیوانات اور انسانون کے خالق ہوئے ہیں اور وہی ملائکہ سماوات و ارض ہو کلین ہوا و ابر اور مو کلین جمادات و نباتات اور

حیوانات اور انسان ہیں اور اگرچہ بظاہر یہ دلائل ظنی ہیں مگر جب مطابق انکے کلام مخبر صادق کا موید اسکا ہے تو انکی صحت میں

کلام نہیں ہے اور یہ دلائل سے قوی ہیں جو حکما بہت سے مقاصد میں مثل وجود افلاک و وجود عقول وغیرہ کے قائم کرتے ہیں

غنی عنہ جو اسی متعلق صفحہ ۲۳۴ اپنی ذات پر رحمت کو یعنے اللہ تعالی نے رحمت کو اپنی اوپر واجب کیا ہے اور اس سورہ میں

دوسری جگہ ہے وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ

الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنے

جب آوین تیرے پاس ای رسول اللہ وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں ہماری آیتوں کا پس کہہ تو سلام ہے تم پر لکھا ہے تمہارے رب نے اپنے ذات پر رحمت

کو تحقیق جسنے تم میں سے کیا کوئی برا کام نادانی سے پھر توبہ کی بعد اوسکے اور درست کیا اپنے اعمال کو پس تحقیق وہی رب تمہارا بخشنے

والا مہربان ہے پس ان میں بھی تصریح ہے کہ اللہ تعالی نے رحمت کو اپنے اوپر لکھا یعنے واجب کیا ہے اور آیہ کریمہ سورہ فتح سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا جسکے معنے یہ ہیں کہ یہ طریقہ اللہ تعالی کا سابق سے ہے اور تو اللہ تعالی

کے طریقہ کیلیے تبدیل نہ پائیگا اور اسی قسم کے بہت سے آیات قرآنی عمدہ ثبوت اسکا ہیں کہ اللہ تعالی کا جو دستور حکمت سے ہے اوس میں

تغیر و تبدیل نہیں ہوتا اور اوسکے بموجب وقوع میں آنا جمیع امور کا واجب ہے پس انکار اہل سنت کا اس باب میں اور یہ کہنا کہ اللہ تعالی

پر کوئی چیز واجب نہیں ہے صحیح یا درست اور سیری خیال ہے اونکا یہ مسئلہ بھی در حقیقت یہ مسئلہ خلافی میں قرآن اور احادیث موید

مذہب شیعہ ہیں ... جو اسی متعلق صفحہ ۲۳۹ اور لقوہ کے امراض میں مبتلا ہو اور جب ونکی قوم نے التجا کی تو اون تجربات

سے دعا کی اور ... قریش نے درخواست کی کہ آپ مردہ کو زندہ کریں تب آپنے حکم دیا

... قریش میں ... کو زندہ کریں ... سے تفسیر فرمایا ہے کہ ...

۱۴ اور در باب شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے اور نیز نسبت جنگ جمل وغیرہ کے اور اسیطرح کے
بہت سے معجزات ہین جنکا ذکر کتب مطولہ مین ہے ۱۵ اسنہ عشرہ ہجری جو اشتی متعلق صفحہ ۱۴۴ حدیث کے نیچے
اور سب پر آپکی اطاعت واجب تھی تیسرے یہ کہ قبل دو ماہ چونسٹھ دن اپنی وفات کی روز عرفہ اور نیز بمقام غدیر بعد
ذکر اسکے کہ آپکا زمانہ وفات قریب ہے یہ حدیث ثقلین جو نہایت عظیم الشان حدیث متفق علیہ فریقین ہے
حضرت رسول اللہ صلعم نے خاص بطور وصیت اہم ارشاد فرمائی اور کہا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ
وعترتی اہلبیتی ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی لن یفترقا حتی یردا علی الحوض
اور اسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے تمامی صحابہ سے اور اونکے ذریعے تمامی امت سے یہ وصیت
کی تھی کہ مین تمہارے درمیان مین دو عظیم الشان چیزین چھوڑتا ہون ایک کتاب اللہ تعالی کی یعنی قرآن اور
دوسرے عترت یعنے اہل بیت میرے اور جبتک تم تمسک کروگے اون دونو سے یعنے جبتک تم اون دونو کی
اطاعت خالص وخاص کروگے ہرگز گمراہ نہوگے اور وہ دونون جدا نہونگے ایک دوسرے سے یہانتک
کہ آئینگے میرے پاس حوض کوثر پر اور چونکہ بموجب تصریحات علماء معتبرین فریقین مراد اہلبیت سے
حضرت علی ابن ابیطالب اور حضرت فاطمہ علیہا السلام اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین ہین تو
اس حدیث کا حاصل یہ ہوا کہ بعد رسول اللہ صلعم کے تا بقیامت مدار ہدایت تمامی امت کا صرف دو چیزون پر
ہوگا اور واجب الاطاعت تمامی امت کے لئے بعد حضرت رسول اللہ صلعم کے تا بقیامت صرف دو چیزین
ہونگے جو قرآن اور اہلبیت ہین اور قیامت تک اہلبیت یا اونکے قائم مقام قرآن کے ساتھ باقی
رہینگے اور ہمیشہ وہ واجب الاطاعت ہونگے اور سوائے قرآن اور اہلبیت کے اور کوئی بالذات
واجب الاطاعت امت کے لئے نہوگا پس اس حدیث مین ایک قسم کی نص قطعی امامت ائمہ اثنا عشر علیہم السلام
پر موجود ہے چوتھے یہ حدیث سفینہ متفق علیہ فریقین ہے کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا ان مثل
اہلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا ہلک یعنے مثال ہمارے اہلبیت کی
درمیان تمہارے اے مومنین مثال کشتی نوح کے ہے کہ جو اوسپہ سوار ہوا اوسنے نجات پائی اور جو اوس سے
پیچھے رہا یعنے اوسمین سوار نہوا ہلاک ہوا اور اس حدیث مین صریحا یہ ارشاد ہوا ہے کہ امت محمدی سے
جو اہلبیت کی اطاعت کریگا وہی نجات پائیگا طوفان گمراہی سے اور جو اہلبیت کی اطاعت نکریگا
ہلاک یعنے گمراہ ہوگا اور یہ حکم عام ہے تمام امت کے لئے پس جب اہلبیت تمام امت کے واجب الاطاعت
بموجب ارشاد نبوی کے ہین تو اسمین شبہہ نہین ہے کہ امامت اور خلافت اہلبیت علیہم السلام کے

کو حضرت امیر علیہ السلام اور حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام ہین بخوبی ثابت ہوچکے
ہین کہ خلیفہ اور امام وہی ہے جسکی اطاعت تمام امت پر واجب ہو اور یہ بنظر ظاہر حدیث کی ہے ورنہ درحقیقت
مراد اہلبیت سے وہ اور اونکے قائم مقام ہین یعنے جملہ علماے اہلبیت اور اسطرح امامت جملہ ائمہ اثنا عشر
علیہم السلام کے اس حدیث سے بھی ثابت ہے پانچویں وہ حدیث ہے جو کتاب اصول کافی مین مذکور ہے
اور جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے ایک لوح عطیہ اللہ تعالے
جو بواسطہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے عطا ہوئی تھی پاس جناب سیدہ علیہا السلام
کے دیکھی تھی جسمین تمام ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کے نام لکھے ہوئے تھے اور یہ لکھا ہوا تھا کہ یہ سب
ابعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی حجت خاص ائمہ اور اوصیا حضرت رسول اللہ صلعم کے
ہونگے اور بعض آیات کی جانب اشارہ اونمین سے بعض آیات یہ ہین اول آیہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ
رَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ آمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ
اور اسکے معنے یہ ہین کہ نہین ہے حاکم تمہارا اے مومنین مگر اللہ اور اوسکا رسول اور وہ لوگ جو ایمان
لاے اور جو قائم کرتے ہین نماز کو اور دیتے ہین زکواۃ کو درآن حالیکہ وہ رکوع کرنے والے ہین
اور بالاتفاق تفاسیر معتبرہ فریقین سے ثابت ہے کہ یہ آیہ اوسوقت نازل ہوا تھا جبکہ حضرت امیرالمومنین
علیہ السلام نے حالت نماز مین انگوٹھی سائل کو دی تھی اور اسیوجہ سے یہ آیہ شریفہ ضرور آپکی شان
مین نازل ہوا ہے پس بموجب اس آیہ کے یہ ضرور واجب التسلیم ہے کہ اللہ تعالی نے نص اور تصریح
فرمادی تھی کہ حکومت تمامی مومنین کی صرف اللہ تعالی اور حضرت رسول اللہ صلعم اور حضرت امیرالمومنین
علی ابن ابیطالب کو حاصل ہے پس اس سے بھی امامت حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی بخوبی ثابت
ہے دوسرے آیہ کریمہ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ ہے جسکے معنے یہ ہین کہ اے
رسول اسکے سوا نہین ہے کہ تو ڈرانیوالا اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہے اور معتبر مفسرین فریقین نے
تسلیم کیا ہے کہ مراد منذر سے رسول اللہ صلعم ہین اور مراد ہادی سے اس آیہ مین حضرت امیرالمومنین
ہین اور اسطرح قرآن مین تصریح اسکی موجود ہے کہ ہر قوم کے لئے ہادی جناب امیرالمومنین
علیہ السلام ہین تو آپکی امامت بموجب نص قرآنی ثابت ہوئی تیسرے آیہ کریمہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ
وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ہے جسکے معنے یہ ہین کہ اطاعت کرو اے
مومنین اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ صلعم کی اور اونکے جو صاحب حکم ہین تم مین سے

اور ائمہ علیہم السلام نے اسکی تفسیر مین یہ ارشاد کیا ہے کہ مراد اولی الامر سے یعنے صاحبان حکم سے ائمہ اثنا عشر علیہم السلام ہین اور احادیث ثقلین و سفینہ سے بھی تصدیق اسکی ہوتی ہے کہ در حقیقت یہ تفسیر صحیح اس آیہ کی ہے چوتھے آیہ کریمہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ ہے جسکے یہ معنے ہین کہ اے مومنین تم ڈرو اللہ سے اور رہو ساتھ صادقون کے رہو اسکی بھی تفسیر مین ائمہ علیہم السلام نے یہ فرمایا ہے کہ مراد صادقین سے ائمہ اثنا عشر علیہم السلام ہین اور اوسکے بھی موید احادیث ثقلین اور سفینہ ہین پانچوین آیہ کریمہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ہے اور اسکے معنے یہ ہین کہ اے مومنین تم اللہ کے رسن یعنے وسیلہ سے تمسک کرو سب کے سب اور متفرق نہو اور اسکی بھی تفسیر مین یہ منقول ہے کہ مراد حبل اللہ سے جناب امیر المومنین علیہ السلام ہین پس اس سے بھی امامت حضرت کی ثابت ہے جب سب امت کو حضرت کی ذات سے تمسک کرنے اور اطاعت کرنے کا حکم ہوا ہے اور سوا اسکے بہت سے آیات و احادیث سے علمانے امامت آئمہ اثنا عشر علیہم السلام پر استدلال کیا ہے جو کتب معتبرہ مین مذکور ہین ۱۲ منہ عفی عنہ حواشی متعلق صفحہ ۴۴۳ معبود سوائے اللہ تعالی کے نہین ہے اور محمد رسول اللہ تعالی کے ہین اور تم اسکے علی وصی محمد کے اور سردار اوصیا ہو تیسرے ایک دفعہ ایک عورت ام فروہ نامی کو جو مر گئی تھی بحکم خدا زندہ کیا چوتھے ایک دفعہ ایک شخص ہلاکہ نامی کو جو مر گیا تھا بحکم خدا زندہ کیا اور علاوہ ازین عکر یا سوات کو بحکم خدا زندہ کیا پانچوین یہ کہ بروقت آغاز جنگ خوارج کے آپنے یہ کہا تھا کہ ہمارے لشکر کے آدمیون مین سے پورے دس آدمی مارے جاوینگے اور اونکے لشکر کثیر مین سے پورے دس آدمی نہین بچینگے اور بعد اختتام جنگ جب حساب کیا گیا تو ایسا ہی ہوا تھا چھٹے آپنے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو خبر شہادت امام حسین کی دی تھی اور مقام قتل گاہ دکھا دیا تھا اور سب حالات بیان کر دئے تھے اور یہ بھی کہدیا تھا کہ ابن سعد حضرت امام حسین کو قتل کریگا اور یہ صحیح پیشین گوئی بھی ساتوین یہ کہ بروقت نزاع خلافت حضرت نے خلیفہ اول کو دکھلا دیا تھا اور خلیفہ صاحب نے دیکھا تھا کہ حضرت رسول اللہ صلعم کہڑے ہوئے ہین اور خلیفہ صاحب سے فرماتے ہین کہ خلافت حق علی کا ہے اونکے حوالہ کر دے ورنہ عذاب آخرت مین مبتلا ہوگا اور منجملہ معجزات حضرت امام حسن علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ آپنے بحکم خدا مردہ کو زندہ کر دیا دوسرے یہ کہ جب والی شام سے آپنے صلح کر لی تو لوگونکو اسباب مین شبہہ ہوتا کہ آیا یہ صلح کرنا آپکا درست تھا یا نہین پس آپنے حضرت جابر ابن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کو

دکہلایا اور وہ دونون شخص دیکہا کہ حضرت رسول اللہ اور حضرت علی ابن ابیطالب اور حضرت حمزہ اور
جعفر طیار تشریف لائے اور حضرت رسول اللہ نے حضرت امام حسن سے ارشاد کیا کہ یہ صلح معاویہ سے نظم
بہت حسن ہے اور بہت درست ہے تیسرے یہ کہ ایک شخص کو آپ نے بتلایا تہا کہ فلان روز کہ تو فلانے
فلانے وقت صبح کو بادشاہ کے یہی حال اسکا ایک کوئی نہ لیا ویسا حال اسکے دریافت کا سوا اسکے
نہ تہا کہ اللہ تعالی نے آپکو اسکی اطلاع دی تہی چوتہے ایک شخص نے آپ سے کہا کہ اگر آپ سچے ہین تو آپ
ایسا کیجیے کہ وہ شخص عورت ہوجاوے اور اوسکی زوجہ مرد ہوجاوے آپنے دعا کی اور وہ شخص عورت ہوگیا اور
اوسکی زوجہ مرد ہوگئی اور بعد ازان جب ایک مدت گذری اونہون نے توبہ کی اور درخواست کی
تو آپ نے دعا کی اور وہ اپنے اصلی حالت پر آگئے پانچوین ایک دفعہ جمعہ پر ستا تہا اور آپکے
سامنے آیا تہا حضرت امام حسین نے دعا کی اور بحکم خدا فوراً منہ سے نکلا اور منجملہ معجزات حضرت
امام حسین علیہ السلام کے ایک یہ ہی کہ ایک بچہ کے داغ برص کا جو میان دونون آنکہونکے تہا اپنا
لعاب دہن لگاکے بحکم خدا اچہا کردیا دوسرے یہ کہ ایک عورت مالدار بلا وصیت مرگئی تہی اور
اوسکی بیٹی نے آپ سے اسکی اطلاع کی آپنے اوسکے مکان پر جاکر دعا کی اللہ تعالی سے کہ اوسکو
زندہ کردے تاکہ وہ وصیت کرے وہ زندہ ہوگئی اور وصیت کی اور بعد ازان پہر وہ مردہ
ہوگئی تیسرے یہ کہ ایک غلام حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے دیکہا تہا کہ حضرت امیر علیہ السلام
تیر مارتے ہین اور ملائکہ آپکے تیر واپس دیتے ہین اور اسوجہ سے اوسکی آنکہونکی بینائی جاتی
رہی تہی اور حضرت امام حسین سے اونہون نے اسکی شکایت کی آپنے ہاتہ اپنا اوسکی آنکہون
پر پہیر دیا بالفضل اللہ تعالی بدستور بینا ہوگئی چوتہے یہ کہ بعد شہادت سر اقدس آپکا نیزہ پر
تلاوت قرآن کی کرتا تہا اور کلمات ہدایت کے ارشاد فرماتا تہا پانچوین یہ کہ ایک سفر مین ہمراہ
رکاب آپکے ایک شخص اولاد زبیر مین سے تہا جو آپکی امامت کا معتقد تہا آپ نے ایک درخت
خشک خرمہ کی نسبت دعا کی اور وہ فوراً سرسبز ہوگیا اور میوہ تازہ اور رسیدہ فوراً اوسمین
لگ گئے اور لوگون نے وہ میوہ توڑے اور کہائے اور منجملہ معجزات حضرت امام علی ابن الحسین
علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ آپکی دعا سے بحکم خدا پانی جو طشت مین تہا یاقوت سرخ اور زمرد سبز
اور موتی سفید ہوگیا اور آپنے وہ ایک مومن کو دئے جو ہر سال آپ کے لئے ہدیہ لاتا تہا اور
اوس سال جب چلا تہا تو اوسکی زوجہ نے کہا تہا کہ تو ہر سال ہدیہ حضرت کے لئے لیجاتا ہے

مگر حضرت مجھکو کبھی کچھ نہیں دیتے ہیں اور ہر وقت دیتے بجواہر کے آپ نے اوس سے فرمایا کہ ہمارے جانب سے
اپنی زوجہ سے عذر کرنا اور کہنا کہ ہم تیرے ہدایا کا درحقیقت عوض نہیں کر سکتے ہیں اور جب بعد
ازآن زوجہ اوسکی مشتاق زیارت ہو کر آئی تھی اور قبل حضرت کی زیارت کے مر گئی تھی اور اس حال
کی اوس مومن نے حضرت کی خدمت میں اطلاع کی تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھ کے دعا کی اور وہ بحکم
خدا زندہ ہوگئی اس معجزہ میں دو معجزے تو صاف مذکور ہیں اور ایک تیسرا معجزہ یہ بھی ضمناً مذکور ہے کہ حضرت
کو اوس مومن کی جورو کی گفتگو کی اطلاع ہوگئی حالانکہ حضرت وہان موجود نہ تھے دوسرے یہ کہ
سعید ابن مسیب کا بیان ہے کہ حضرت نے مسجد رسول اللہ میں دو رکعت نماز پڑھی اور بعد ازان
تسبیح خدا پڑھی تو جتنے درخت اور سنگریزے گرد حضرت کے تھے سب تسبیح پڑھنے لگے تیسرے یہ کہ
جب آپ سے اور آپ کے چچا محمد ابن حنفیہ سے درباب امامت کے کچھ گفتگو ہوئی تھی تو محمد حنفیہ نے حجر اسود سے
چاہا کہ اونکے حق میں گواہی دے کوئی جواب نہیں ملا مگر جب حضرت نے حجر اسود سے اپنے امامت کی
گواہی چاہی تو حجر اسود نے آپکی امامت کی گواہی دی اور محمد ابن حنفیہ نے آپ سے عذر کیا چوتھے
یہ کہ ایک دفعہ ایک نابینا لڑکے کو حضرت کے پاس لائے آپنے اپنا ہاتھ اوسکی آنکھوں پر پھیر دیا
وہ بحکم خدا بینا ہوگیا ایک گونگے کو لائے اوسکو بحکم خدا گویا کر دیا اور ایک ایسے شخص کو لائے
جسکے پاؤن بیکار ہوگئے تھے اور حس و حرکت نہیں کر سکتا تھا اوسپر آپنے اپنا ہاتھ پھیر
دیا اور وہ بحکم خدا اچھا ہوگیا اور بخوبی چلنے لگا پانچویں یہ کہ ایک دن آپنے یہ بیان کیا کہ رسول
صلی اللہ علیہ و آلہ نے ایک دن ایک ہرن کو ایک انصار کے اوس سے طلب کرکے ذبح کرایا
اور صاف کرا کے اوسکو بھنوایا اور اہل بیت اور بعض صحابہ خاص کو حکم دیا کہ اسمین سے
کھاؤ مگر ہڈی کو نہ توڑو بعد ازآن جب اوسکو کھا چکے اور سب چلے گئے تو وہ انصار اپنے
دروازہ پر آیا تو دیکھا کہ وہ ہرن اوسکے دروازہ پر کھیل رہا ہے بعد ازآن امام علیہ السلام
نے خود بھی ایک ہرن منگایا اور اوسکو ذبح کرایا اور اوسکو لوگون سے بھنوایا اور اونسے
کہا کہ اسمین سے کھاؤ اور ہڈی کو نہ توڑو جب کھا چکے تو وہ ہڈیاں اوس ہرن کے
کھال میں ڈالدین اور بحکم خدا وہ ہرن زندہ ہو کر کھڑا ہوگیا اور منجملہ معجزات حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ منصور یعنی ابوجعفر دوانقی کو جب وہ زمانہ دولت بنی
امیہ [illegible]

سلطنت پر کامیاب ہوگا اور بحکم خدا ویسا ہی ہوا دوسرا یہ ہے کہ ایک سفر مین ایک خرمہ کے درخت خشک سے
آپنے کہا ہمکو طعام دے اور اوسمین سے فوراً بحکم خدا سرخ اور زرد رطب گرنے لگے اور سب نے
کہا تیسرا یہ ہے کہ آپ نے اپنا عصا پتھر پر مارا اور اوسمین سے پانی جوش مارتا ہوا نکلا یہ معجزہ حضرت
موسیٰ کے معجزے سے نہایت مشابہ ہے چوتھے یہ کہ آپ نے ایک مٹی کا ہاتھی بنایا اور اوسپر سوار ہوئے
اور وہ ہوا پر اوڑا اور آپ مکہ گئے اور واپس آئے اور جب اسکی تصدیق لوگون نے چاہی تو آپ نے بعض
اشخاص کو اپنے ساتھ اوسپر سوار کیا اور اوسیطرح مکہ گئے اور واپس آئے پانچوین یہ کہ ایک شامی
آپ کے پاس بہت نشست رکھتا تہا اور یہ کہتا تہا کہ بوجہ آپکی فصاحت کے آپکے پاس نشست رکھتا ہون
وہ بیمار ہوا اور مرگیا اور آپکو خبر کرگئے اور یہ کہا کہ اوسنی وصیت کی ہے کہ آپ اوسکی نماز جنازہ پڑہین
آپ نے اپنے مکان پر دو رکعت نماز پڑہی اور دعا کی اور سجدہ کو طول دیا بعد ازان اوسکے مکان پر گئے
اور اوسکا نام لیکر ندا کی اور وہ لبیک کہکر اوٹھ کھڑا ہوا اور اوسنی کہا کہ بعد مرنے کے مین نے
ایک نہایت خوشنما آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ روح اسکی پہیر دو کہ محمد ابن علی نے ہمسے اس امر کے
درخواست کی ہے اور منجملہ معجزات حضرت امام جعفر ابن محمد الصادق علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ
ایک دفعہ منصور عباسی نے بقصد قتل آپکو طلب کیا اور جب آپ گئے تو وہ آپ سے بکمال لطف پیش
آیا اور بڑے اعزاز کے ساتھ اور بہت کچھ ہدایا نذر کرکے آپکو ایک جماعت کے ساتھ مدینہ مین بہیجدیا
اور جبکہ ربیع نامی اوسکے غلام نے پوچھا کہ کیون باوجود عداوت شدیدہ کے اوسنے ایسا کیا
تو اوسنے کہا کہ اوسنے ایک بڑی اژدہے کو دیکھا کہ وہ آدمیونکی زبان مین اوس سے کہتا ہے کہ اگر تو نے
کچھ بدسلوکی فرزند رسول اللہ سے کی تو تیرا گوشت تیری ہڈیون سے جدا کردونگا دوسرے یہ کہ
جب بحکم منصور عباسی آپ کے گھر مین آگ لگادی گئی اور دروازہ اور دہلیز جلنے لگے تو آپ اوس
آگ کے اندر سے آتے جاتے تھے اور ایک ساعت تک اوس آگ مین جہان زیادہ جلتی تھی پہرتے رہے
اور کہتے تھے کہ ہم فرزند ابراہیم خلیل اللہ کے ہین تیسرے یہ کہ ایک شخص نے بعد رجوع حج کے
آپکی خدمت مین حاضر ہوکے کہا کہ یا حضرت میری جورو مرگئی ہے اور مین تنہا رہگیا ہون آپ نے
کہا کہ تو اوسکو دوست رکھتا تہا اوسنے کہا کہ ہان آپنے کہا کہ تو اپنے گھر مین واپس جا اور اوسکو
کھانا کھاتے دیکھیگا اور وہ واپس آیا اور اپنے گھر مین اوسکو کھانا کھاتے ہوئے دیکھا
چوتھے ایک شخص بلخ خراسان آیا اور آپ سے عرض کی کہ مین اور میرے عیال آپ کے

حقوق ادا کرنیکو آپ کے جانب آئے تہی میری مان مرگئی اور آپ تک نہ پہونچی آپ نے کہا کہ جا
اپنے مقام سے اپنی مانکو لے آوہ باعتقاد فوراً گیا اور اپنی مانکو اپنے ہمراہ لے آیا اور جب اوس نے
حضرت کو دیکہا تو کہنی لگی کہ یہی وہ شخص ہین جنہون نے ملک الموت کو حکم دیا کہ وہ مجہکو چہوڑ دین
پانچوین یہ کہ ایک روز آپ کوہ صفا پر کہڑے ہوے تہے جو مکہ کے قریب ہے اور عباد بصری نے
کہا کہ آپ کہتے ہین کہ حرمت مومن کی اس بنا سے اعظم ہے آپ نے کہا کہ یہ ہمنے کہا ہے اور اگر
مومن ان پہاڑونکو کہے کہ ہمارے پاس چلے آؤ تو وہ اوسکے پاس چلے آئین راوی کہتا ہے کہ
مین نے دیکہا کہ پہاڑ یہ کہتے ہی آپ کے جانب چلے تو آپ نے کہا ٹہر جاؤ کیونکہ میرا ارادہ یہ
نہین تہا کہ تم میرے پاس چلے آؤ اور منجملہ معجزات حضرت امام موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام کے
ایک یہ ہے کہ مکہ مین آپ نے مردونکو زندہ کیا دوسرے یہ کہ آپ نے بہت کثرت کے ساتہہ آگ
روشن کرائی اور اوسمین جا بیٹہے اور دیر تک بیان حدیث فرماتے رہے اور عبداللہ نے
جو آپ کے بہائی تہے اور جنکو دعوی امامت کا بہی تہا یہ کہا کہ اگر تم امام ہو تو تم بہی اس آگ
مین آکے بیٹہو اور رنگ عبداللہ کا یہ سنکے متغیر ہوگیا تیسرے یہ کہ خلیفہ رشید عباسی نے
ایک ایسے مکان مین آپکو داخل کرایا جہان بہت سے جانوران درندہ وغیرہ مثل شیر کے
رہتے تہے جب آپ داخل ہوے تو وہ آپ سے نہایت عاجزی کے ساتہہ پیش آئے اور
وہین اپنی بلا ہلانے لگے اور آپ کی امامت کی گواہی دینے لگے اور حضرت کے جانب شر رشید سے
پناہ مانگنے لگے چوتہے یہ کہ آپ نے ایک درخت کو کہلا بہیجا کہ وہ آپ کے پاس چلا آئے وہ اپنی
جگہہ سے اوکہڑکے چلا آیا اور آپ کے پاس آکے ٹہر گیا اور بعد از آن اوس سے کہا کہ
وہ اپنی جگہہ پر پہر چلا جائے وہ اپنی جگہہ پر پہر چلا گیا پانچوین یہ کہ جب رشیق غلام رشید
عباسی اپنے آقا کے حکم سے بارادہ قتل حضرت کے آیا آپ نے اپنی عصا کو جو آپ کے ہاتہہ مین تہا
حرکت دی تو وہ سانپ ہوگیا اور آخر کو اوسکے خوف سے رشید کو تپ آگئی اور آخر کار اوسنے آپکو قید سے
رہا کر دیا اور منجملہ معجزات حضرت امام علی ابن موسے الرضا علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ جب
آپکی امامت کی شہادت او طلب کی گئی تو زمین اور جمادات جو اوس جگہہ تہے سب نے
گواہی آپ کی امامت کی دی اور آپ مسجد مدینہ مین داخل ہوے تو دیوارین اور لکڑیان
آپ سے باتین کرنے لگین اور آپ پر سلام کرنے لگین دوسرے یہ کہ ابراہیم ابن سہل نے

آپ کے امامت کی نسبت شک کیا تو آپ نے کہا کہ کیا دلیل امامت کی چاہتا ہے اوسنے کہا کہ امام کی یہ شناخت ہے کہ خبر غیب کے دے اور مردے کو زندہ اور زندہ کو مردہ کرے بحکم خدا
پس آپ نے کہا کہ تیرے پاس پانچ اشرفیاں ہین اور تیری جورو کو مرے ہوئے ایک سال ہوا اوسکو مین نے بحکم خدا زندہ کر دیا ہے اور اوسکو ایک سال کے لئے تیرے پاس چھوڑتا
ہون بعد از آن اوسکی روح قبض کر لونگا وہ اپنے گھر گیا اور اپنی جورو کو زندہ پایا اور اوس سے پوچھا تو کیونکر زندہ ہوئی اور اوسنے کہا کہ ایک شخص نے جو گندم گون تھے اور صورت حضرت کی سب بیان کر کے یہ کہا کہ اونہون نے کہا کہ تو اپنے شوہر کے پاس جا اور بعد موت کے تجھکو
اللہ تعالے ایک فرزند عطا کریگا پس اللہ تعالی نے اوسکو لڑکا عنایت کیا تیسرے یہ کہ معبد ابن حنبل شامی نے آپ کے پاس آکے کہا کہ آپ کے عجائب بہت مشہور ہین اگر آپ
چاہین تو مجھکو کسی امر سے مطلع کرین کہ اوسکو مین لوگونسے بیان کرون آپ نے کہا کہ تو کیا چاہتا ہے اوسنے کہا کہ میرے ماں باپ کو آپ زندہ کر دیجئے آپ نے کہا تو اپنے گھر مین جا
کہ بحکم خدا مین نے اونکو زندہ کر دیا وہ اپنے گھر مین گیا اور اپنے ماں باپ کو زندہ پایا اور دس دن تک وہ زندہ رہے اور پھر بعد ازان بحکم خدا وہ مر گئے چوتھے یہ کہ اولاد عباس
رضی اللہ عنہ نے ماموں رشید سے کہا کہ وہ آپ سے محبت نکرے اور آپکو اپنا ولیعہد نکرے اور آپ نے بھی اوس سے کہا کہ اے بھائی مجھکو اسکی حاجت نہین ہے اور مین
گمراہون کو مددگار نہین بنانا چاہتا کہ ناگاہ آپ کے دہنے شانے کیجانب ایک شیر نمایاں ہوا اور بائین شانے کیجانب ایک اژدہا اور جو آپ کے گرد تھے اونپر حملہ
کیا پس ماموں رشید نے کہا کہ تم مجھکو ایسے شخص کی محبت پر ملامت کرتے ہو پھر راوی کہتا ہے کہ آپ کے حکم کے بموجب ایک دیوار سے رطب نکلے پانچوین یہ کہ اکثر
ایسا ہوتا تھا کہ لوگ آپ سے کوئی امر پوچھنا چاہتے تھے اور قبل اسکے کہ وہ آپ سے پوچھین آپ اونکو اونکے سوالات کے جوابات شافی دیدیتے تھے اور منجملہ معجزات حضرت
امام محمد تقی علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ ایک دن آپ ایک گائے سے باتین کرتے تھے اور وہ سر اپنا ہلاتی تھی راوی نے کہا کہ یہ نہین آپ اوسکو حکم دین کہ وہ کلام کرے
پس آپ نے گائے سے کہا کہ کہہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ پس گائے نے

باواز فصیح یہ کلمہ کہا دوسرے یہ کہ ایک عورت نابینا لڑکے کو آپ کے پاس لائے اور آپنے اوسپر اپنا ہاتھ پھیر دیا وہ بینا
ہوگیا تیسرے یہ کہ ایک بوڑھیا عورت کی گاے مردہ کو جو اوسکی قوت کا مدار تہا دعا کر کے آپ نے بحکم
اللہ تعالی زندہ کر دیا چوتھے یہ کہ ایک دن ایک زیدی آپکی مجلس مین آیا جسکو کوئی نہ جانتا تہا آپنے
اپنے غلام کو حکم دیا کہ اسکو نکال دے وہ زیدی اوسیوقت ایمان لایا پانچوین یہ بہی ہوتا تہا کہ کوئی
شخص کوئی امر حضرت سے پوچھنا چاہتا تہا اور ہنوز اوسنے پوچھا بہی نہین تہا کہ آپ اوسکو اوسکے
دل کے سوال کا جواب بتا دیتے تہے اور منجملہ معجزات حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے ایک
یہ ہے کہ آپ ہر زبان مین مثل زبان ترک اور روم اور صقالیہ کے اپنے غلامونسے گفتگو کرتے تہے
حالانکہ مدینہ سے کہین باہر نہین گئے تہے دوسرے یہ کہ ایک شخص نے آپ سے اللہ کی قسم کہا کے
کہا کہ میرے پاس کچہہ نہین ہے آپ مجہکو کچہہ عطا کرین آپ نے کہا کہ تو غلط کہتا ہے دو سو اشرفیاں
تو نے دفن کی ہین اور اپنے غلام سے کہا کہ جو تیرے پاس ہو اسکو دیدے اوسنے اوسکو سو
اشرفیان دین اور آپ نے کہا کہ جو اشرفیان تو نے دفن کی تہین اونسے تو محروم رہیگا اور یہ واقعہ
ہوا کہ اوس شخص کے لڑکے نے مطلع ہو کے وہ اشرفیان نکال لین اور جب اوس شخص نے
اونکو ڈہونڈہا تو وہ اشرفیان اوسکو نہ ملین تیسرے یہ کہ عیسی ابن احمد نامی ایک شخص تہا جسکے
ہاتھ مین داغ برص ہوگیا تہا آپ نے دعا پڑھ کے اوسپر ہاتھ اپنا پھیر دیا اور وہ اچھا ہوگیا
چوتھے یہ کہ ہاشم ابن زید راوی ہے کہ مین نے دیکھا حضرت کو کہ اندہے کو آپ کے پاس لائے
اور آپ نے بحکم خدا اوسکو بینا کر دیا اور مٹی لیکے آپنے اوس سے ایک چڑیا کی شکل بنائے اور اوسمین
پہونک دیا پس وہ اوڑنے لگی راوی نے کہا کہ آپ مین اور حضرت عیسی ع مین کچہہ فرق نہین
رہا آپ نے فرمایا کہ مین عیسی سے ہون اور عیسی مجہسے ہین پانچوین یہ کہ ایک دفعہ جب آپ حج سے
پہرے ایک خراسانی کو دیکھا کہ اوسکا گدہا مر گیا ہے اور وہ کہڑا رو رہا ہے کہ اب مین کسپر
اپنا اسباب رکہکر لیجاؤنگا آپ قریب اوس گدہے کے گئے اور کہا کہ وہ گاے بنی اسرائیل
کی اللہ تعالی کے نزدیک مجہسے زیادہ صاحب عظمت نہین تہی جسکے بعض اجزا کو مردے پر
مار دیا اور وہ زندہ ہوگیا پہر آپ نے اپنے داہنے پاؤنسے اوس گدہے کو ٹہوکر دی اور
کہا کہ کہڑا ہو جا بحکم اللہ تعالی اسکے پس گدہے نے حرکت کی اور کہڑا ہوگیا اور خراسانی اپنا اسباب
اوسپر رکہکر مدینہ مین آیا اور منجملہ معجزات حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے ایک

یہ ہے کہ ایک دفعہ بحکم خلیفہ عباسی آپ کو جانوران درندہ کے درمیان مین اس غرض سے داخل کیا کہ وہ آپ کو
تکلیف دین آپ اونکے درمیان مین جاکے کھڑے ہوگئے اور بفراغ دل نماز پڑہنے لگے پس دیکھا سب نے
کہ آپ کھڑے نماز پڑہ رہے ہین اور وہ جانور آپکے گرد ہین دوسرے یہ کہ ایک دفعہ آپ نے اپنے
صحن مکان مین ایک چشمہ ظاہر کیا کہ جسمین سے شہد اور دودہ جوش مارتا ہوا نکلتا تہا اور سب اوس مین سے
پیتے تہے تیسرے یہ کہ اکثر آپ مقام سُرّ من رائے کے بازار مین گذرتے تہے اور آپکا سایہ نہین ہوتا تہا
اور یہ بہت مشابہ بلکہ دراصل وہی معجزہ رسول اللہ ؐ کا ہے جسکا ذکر کتب عامہ وخاصہ مین ہے چوتہے یہ کہ
ایک دفعہ اہل عراق نے آپ سے شکایت مینہ کی کی اور آپ نے کچھ لکھکے اونکو دیدیا اور مینہ اونکے
یہان برسنے لگا اور جب بعد ازآن اونہون نے شکایت مینہ کی کثرت کی کی تو آپ نے زمین پر مہر کردی
اور مینہ موقوف ہوگیا پانچوین یہ کہ ایک دفعہ بادشاہ وقت نے آپ سے کہلا بہیجا کہ انوش نصرانی جو ہمارا
کاتب ہے اوسنے درخواست کی ہے کہ آپ اوسکے گہر مین جاکر اوسکے دونون لڑکونکے حق مین دعائے سلامتی
اور بقا کی کردیجیے اور آپ اوسکے گہر مین گئے اور وہ سر و پا برہنہ باہر آیا اور اوسکے ساتھ بہت سے
علما اور عابد نصاریٰ کے تہے اور اوسنے کہا کہ مین نے یہ درخواست اسواسطے کی تہی کہ ہم کو انجیل سے
معلوم ہوا ہے کہ آپ حضرات کا مرتبہ مثل حضرت مسیح ابن مریم کے ہے حضرت نے کہا کہ الحمد للہ اور اپنے
گہوڑے پر سوار اوسکے گہر مین گئے اور سب لوگ تعظیم کے لئے کہڑے ہوگئے اور آپ نے کہا ایک
لڑکے کیطرف اشارہ کرکے کہ یہ لڑکا تیرا تیرے پاس باقی رہیگا اور دوسرا تین دن کے بعد تجہسے لے لیا
جائیگا اور جو باقی رہیگا وہ مسلمان ہوگا اور ہم اہلبیت سے محبت رکہیگا پس انوش نے کہا کہ واللہ اے
سید ہمارے ارشاد آپکا حق ہے اور مجہپر مرنا اس ایک لڑکے کا آسان ہے جب مین نے جانا ہے کہ یہ دوسرا
مسلمان ہوگا اور آپ سے محبت رکہیگا پس بعض علماے نصاریٰ نے کہا کہ تو مسلمان کیون نہین
ہوجاتا انوش نے کہا کہ مین مسلمان ہون اور میرے مولا اسکو جانتے ہین آپ نے کہا کہ یہ سچ
کہتا ہے اور کہا کہ اگر یہ اندیشہ نہوتا کہ لوگ کہینگے کہ ہمنے تیرے لڑکے کے مرنے کی خبر دی تہی مگر جیسا ہمنے
خبر دی تہی واقع نہوا تو ہم دعا کرتے کہ وہ لڑکا بہی تیرا باقی رہتا انوش نے کہا مین کچھ نہین چاہتا مگر جو آپ
چاہتے ہین راوی کہتا ہے قسم بخدا کہ تیسرے دن وہ لڑکا مر گیا جسکے مرنیکی آپ نے خبر دی تہی اور دوسرا
لڑکا بعد ایک برس کے مسلمان ہوگیا اور تا وفات حضرت کے حضرت کے دروازہ پر حاضر رہا اور
منجملہ معجزات حضرت امام محمد ابن الحسن صاحب الامر علیہ السلام کے ایک یہ ہے کہ ابوالادیان کہتے ہین کہ

مین خدمت مین حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے حاضر رہتا تھا حضرت نے قبل اپنی وفات کے
چند خطوط مجھکو دئیے اور مدائن بھیجا اور کہا کہ پندرہوین دن تو سُرمَن رائے مین واپس آئیگا
اور مجھکو مقام غسل پر پائیگا مین نے عرض کی پھر کون آپ کا قائم مقام ہوگا آپ نے کہا جو میرے
خطوط کا جواب تجھسے مانگے مین نے کہا کہ اور زیادہ کچھہ ارشاد ہو آپ نے کہا جو میری
نماز جنازہ پڑھے وہ میرا قائم مقام ہوگا مین نے کہا کچھہ زیادہ ارشاد ہو آپ نے
کہا جو خبر دیگا اوس کی جو ہمیان مین ہو وہ میرا قائم مقام ہوگا راوی کہتا ہے کہ
پندرہوین دن جب مین واپس آیا تو مین نے خبر آپکے وفات کی سُنی اور آپکو آپکے
مقام غسل پر پایا اور جب آپکے بھائی جعفر نے آپکی نماز جنازہ پڑھنی چاہی تو راوی نے
دیکھا کہ ایک صاحبزادے باہر آئے اور کہا جعفر سے کہ اے چچا تم پیچھے ہٹو کہ مجھکو زیادہ
حق اسکا ہے کہ مین اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھون بعد ازان آپ مدفون
ہوئے اپنے باپ کی قبر کے پاس اور بعد اسکے اون صاحبزادے نے مجھسے کہا کہ لا جواب خطوط کے جو تیرے
پاس ہین اور مین نے اونکو حوالہ کر دئیے بعد ازان کچھہ لوگ مقام قم سے آئے اور حضرت کی خبر
وفات پاکر پوچھا کہ کون قائم مقام آپکا ہے لوگون نے جعفر کو بیان کیا اونہون نے جعفر کے پاس
آکے سلام کیا اور رسم تعزیت وتہنیت ادا کی اور کہا کہ ہمارے پاس خطوط اور مال ہین پس
آپ بتلائیے کہ وہ کسکے خطوط اور کسقدر مال ہے پس جعفر اپنے کپڑے جھاڑ کے اوٹھ کھڑے ہوئے
اور کہا کہ یہ لوگ چاہتے ہین کہ ہم علم غیب جانین پس ایک خادم باہر آیا اور کہا کہ تمہارے
پاس فلان فلان اشخاص کے خطوط ہین اور ایک ہمیان ہے جسمین اشرفیان ہین اور اوسمین
دس اشرفیان مطلا ہین پس اون لوگون نے خطوط حوالہ کر دئیے اور مال دیدیا اور کہا کہ
جس شخص نے یہ خبر دی وہ امام ہین دوسرے یہ کہ جب رشیق بحکم معتضد مع دو آدمیون کے
حضرت کے گھر پر آئے اور اونکو حکم دیا تھا کہ جسکو گھر مین پائین اوسکو قتل کرکے اوسکا سر
لائین تو اونہون نے گھر کا پردہ اوٹھایا تو اوسکے اندر ایک دریا بہتا ہوا پایا اور اوس
گھر کے منتہی پر ایک بوریا بچھا ہوا دیکھا اور دیکھا کہ ایک شخص اوس بوریے پر کھڑے نماز
پڑھ رہے ہین ایک شخص نے آپکے پاس جانے کا قصد کیا وہ پانی مین ڈوبنے لگا اوسکو
رشیق نے نکال لیا اور دیر تک وہ غشی مین پڑا رہا اور دوسرے نے بھی وہی قصد کیا

اور اوسکا بھی وہی حال ہوا پس خوف زدہ ہو کر یہ لوگ واپس گئے تیسرے یہ کہ ایک شخص نے آپکو خط لکھا اور یہ اطلاع دی کہ میرے لڑکا ہوا ہے مین اوسکا ساتوین دن عقیقہ اور ختنہ کرنا چاہتا ہون آپ نے لکھا کہ نکرا اور وہ لڑکا ساتوین یا آٹھوین دن مرگیا اور اوسکے مرنیکا حال حضرت کو لکھا آپنے جواب مین لکھا کہ تیرے دو لڑکے اور ہونگے پہلے کا نام احمد اور دوسرے کا نام جعفر رکہنا اور اوسکے دو لڑکے جیسا آپ نے کہا تہا پیدا ہوئے چوتھے یہ کہ جس زمانہ مین آپ کمسن تھے اور گہوارہ مین لیٹے ہوئے تھے ایک خادم گہوارہ کے پاس گیا آپ نے یہ پوچھا کیا مجھکو تو پہچانتا ہے اوسنے کہا ہان آپ میرے آقا اور میرے آقا کے بیٹے ہین آپنے کہا کہ مین یہ نہین تجھسے پوچھتا ہون اوسنے کہا آپ بیان فرمائے آپ نے فرمایا کہ مین خاتم الاوصیا ہون اور میرے ذریعہ سے اللہ تعالی بلا دفع کریگا میرے خاندان اور میرے شیعون سے پانچوین یہ کہ قطب راوندی نے لکھا ہے کہ یوسف ابن احمد جعفری نے روایت کی ہے کہ ۳۰۶ھ ہجری مین مین نے حج کیا اور تین سال مکہ کا مجاور رہا بعد از آن طرف شام کے پھرا اثنائے راہ مین ایک روز نماز صبح قضا ہو گئی پس مین محمل سے اوترا اور ارادہ نماز کا کیا کہ مین نے چار آدمیون کو ایک محمل مین دیکھا اور اوسکو دیکھکر تعجب کرتا تہا کہ ایک شخص نے اونمین سے کہا کہ کس امر کا تعجب کرتا ہے اور تو نے نماز کو اپنی چھوڑ دیا ہے مین نے کہا کہ تمکو میرا حال کیونکر معلوم ہوا اوسنے کہا کہ آیا تو چاہتا ہے کہ اپنے امام صاحب الزمان کو دیکھے مین نے کہا کہ ہان پس اوسنے ایک شخص کیجانب اون چار شخصون مین سے اشارہ کیا مین نے کہا کہ اونکے لئے بہت سے دلائل اور علامتین ہین اوسنے کہا کہ کیا تو یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ یہ محمل معہ اون آدمیونکے جو اوسمین ہین آسمان کی جانب بلند ہو جائے یا فقط تنہا محمل آسمان کیجانب بلند ہو جائے پس مین نے کہا کہ انمین سے جو امر ہوگا وہ ایک عمدہ دلیل ہوگا پس مین نے دیکھا کہ وہ محمل معہ اون لوگونکے جو اوسمین تھے آسمان کیجانب بلند ہو گئی اور جن حضرت کی طرف اشارہ کیا تہا وہ گندم گون تھے اور رنگ اونکا مثل کندن کے تہا اور اونکی دونون آنکھونکے درمیان مین یعنے پیشانی پر نشان سجدہ کا تہا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اَذْکَی الصَّلٰوۃِ وَاَبْھَی الصَّلٰوۃِ وَاَنْمَی الصَّلٰوۃِ وَاَبْقَی الصَّلٰوۃِ صَلٰوۃً بَعْدَ صَلٰوۃٍ صَلٰوۃً لَا یَنْتَھِیْ اِلٰی غَایَۃٍ مِّنَ الْغَایَاتِ

واضح رہے کہ یہ چند معجزہ بطور نمونہ کے بہت سے معجزات مین سے روایات مین اختصار کرکے

نقل کیے گئے ہین اور جب یہ معجزے معجزات انبیائے سابقین کے ساتھ مقابلہ کرکے دیکھے جائین تو یہ عمدہ دلیل اور شواہد رسالت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امامت ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کے ہین اور چونکہ یہ سب امور بنظر قدرت کاملہ اللہ تعالیٰ کے ممکن ہین اور اونکی روایت ایسی کثرت سے موجود ہے اور اونکے راوی ایسے لوگ ہین کہ جنکا اتفاق جھوٹھہ پر ممکن نہین ہے اور شہادت شہادت معجزات انبیائے سابقین سے کسیطرح کم کثرت اور وقعت مین نہین ہے اور قرآن مین جو بعض وقت آیات کے دکہلانے سے انکار ہوا تہا وہ خاص آیات سے اور ایک وقت خاص مین انکار ہوا تہا جسکو کفار چاہتے تہے کہ وہ آیت ہمیشہ اونکے ساتھہ رہی اور اوس مین خوف تہا کہ اسصورت مین بوجہ گستاخی بہت سے بندگان خدا جنکا زندہ رکہنا مصلحت تہا معذب ہو جاتے اسوجہ سے انکار ہوا تہا مگر یہ بھی قرآن سے ثابت کہ بہت سے معجزات خود حضرت نے دکہلائے اور معجزۂ شق قمر تو قرآن مین مذکور ہی اور قرآن خود بھی معجزہ ہی پس ان معجزات اور معجزات رسول اللہ کا اعتقاد کرنا ضرور ہی اور جسکو زیادہ معجزات کا دریافت کرنا منظور ہو کتاب مدینۃ المعاجز کیطرف رجوع کرے جسمین پانچسوچپن معجزات حضرت امیر علیہ السلام کے اور ایک سو سولہ معجزات حضرت امام حسن علیہ السلام کے اور ایک سو اٹھارہ معجزات حضرت امام حسین علیہ السلام کے اور ایک سو چہہ معجزات حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام کے اور ایک سو سولہ معجزات حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے اور ایک سو ترسٹھہ معجزات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اور ایک سو تینتیس معجزات حضرت امام موسی ابن جعفر علیہ السلام کے اور ایک سو اکسٹھہ معجزات حضرت امام علی ابن موسی الرضا علیہ السلام کے اور چوراسی معجزات حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے اور ترانوے معجزات حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے اور ایک سو چونتیس معجزات حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اور ایک سو ستائیس معجزات حضرت صاحب العصر علیہ السلام کے منقول ہین اور کسیقدر معجزات ائمہ علیہم السلام کے بھی ملا جامی نے جو اہل سنت سے ہین اپنی کتاب شواہد النبوہ مین لکھے ہین ۱۲ منہ عفی عنہ

حواشی متعلق صفحہ ۳۶ ـ ناطق جزو ذاتی انسان کا نہوگا اور اثبات علم کا انسان کو بنظر اوسکی ذات کے نہوگا اور اگر صرف نفس ناطقہ مصداق لفظ انسان کا قرار دیا جاے جیسا کلام محقق علیہ الرحمہ سے مفہوم ہوتا ہے تو حیوان وغیرہ کا اطلاق جائز نہوگا مگر یہ کہا جائے کہ اسکا التزام کرلیا جائیگا لیکن یہ بالکل اصول

حکما اور نیز اطلاقات شرعیہ کے بھی خلاف ہی اور یہ بالکل خلاف بداہت بھی ہی کہ انسان کوئی اور شی ہی جو غیر اوسکی جسم مشاہد کی ہی
پانچوین یہ کہ خواب بیداری مثبت اسکی ہین کہ نفس ناطقہ کو کلال عارض ہوتا ہی اور یہ بھی دلیل اوسکی جسمانی ہونیکی ہی چھٹے یہ کہ زوال
ادراکات کا بوجہ موت بدن اور خارج ہوجانے بعض اجزاء باطنی انسان کی دلیل اس امر کی ہے
کہ جسکے ذریعہ سے علم و ادراک انسانکو ہوتا ہے وہ جسمانی ہے ساتوین بنا اکثر آلات ادراک
جسمانی کی ایسی صورت پر ہی کہ جو مثبت ہی اس امر کے لئے ہی کہ جو اصل منشاء ادراکات کا ہے
وہ اندر جسم انسان کے ہی اٹھوین یہ کہ نفس ناطقہ کا حدوث بحدوث جسم اور اوسکا فنا بے آثار
بموت جسم اور خارج ہونے بعض اجزاء باطنیہ کے اونمین سے صریح دلیل اوسکے جسمانی ہونیکی
ہی نوین یہ کہ یہ بکمال ظاہر ہی کہ عقل بالبداہت حکم کرتی ہی کہ نفس زید کا کسیطرح اوسکے
جسم سے علیحدہ نہین ہے بلکہ یہ ضرور لائق تسلیم ہے کہ جہان جسم زید کا ہوتا ہی اور جہان
وہ منتقل ہوکر جاتا ہے وہین اوسکا نفس بھی اوسکے ساتھ ہوتا ہی اور اوسی جگہہ آثار
نفس کے ظہور مین آتے ہین اور یہ عمدہ دلیل نفس انسانکی جسمانی ہونیکی ہے دسوین اگر
نفس ناطقہ مجرد ہوتا تو ضرور تہا کہ ہمکو علم نفوس فلکی او عقول عشرہ مظہرہ حکما کا باسانی اور
اوسیطرح بادنی فکر یہ ہونا جیسا کلیات کا علم حاصل ہوتا ہی حالانکہ یہ ظاہر البطلان ہے اور مشغول
ہونا نفس کا جسمانی تدبیرات مین مانع اسکا نہین ہوسکتا جیسا دیگر علوم مذکورہ کا مانع نہین ہوسکتا ہے
گیارہوین علاوہ ازین اسقدر اثر جسم کا نفس پر کہ اوسکے انتظامات مین مشغول ہونا مانع بعض
تاثیرات نفس کا ہوسکے درحقیقت دلیل اوسکے جسمانی ہونیکی ہے بارہوین اگر نفس ناطقہ مجرد
ہوتا تو اوسکو تحصیل علوم مین ضرورت تدریج کی نہوتی تیرہوین اگر نفس ناطقہ مجرد ہوتا تو فرق
صفات نفسانیہ مین ممکن نہوتا بلکہ ضرور تہا کہ سب ذکی اور شجاع ہوتے چودہوین اگر نفس
ناطقہ مجرد ہوتا تو فرق صفات نفسانیہ مین حسب امزجہ صفراوی اور دموی اور بلغمی اور سوداوی
نہوتا حالانکہ یہ ظاہر ہی کہ صفراوی مزاج اکثر مائل بذکاوت ہوتے ہین اور دموی بھی برخلاف
بلغمی اور سوداوی کی پندرہوین اثر اعراض نفسانیہ کا مثل ہم اور غم اور غضب و فرح کے
بدن مین اسطرح ظاہر ہوتا ہی کہ جسکے وجہ سے مزاج مناسب حالات مذکورہ بدن مین پیدا ہوجاتا
ہی اور برخلاف اسکے اثر امراض جسمانیہ کا نفس مین ظاہر ہوتا ہی مثلاً سوداوی مزاج کے
پیدا ہونے سے جنون وغیرہ عارض ہوجاتا ہی تو یہ عمدہ دلیل اسکی ہی کہ نفس ناطقہ جسمانی ہی نہ مجرد

سولہوین[۱۶] اگر نفس ناطقہ مجرد ہوتا تو کشف اون علوم کا جو بلا واسطہ آلات جسمانی اوسکو حاصل ہوتے
ہین بمقابلہ کشف اون علوم کے جو بذریعہ حواس اور آلات جسمانیہ حاصل ہوتے ہین زیادہ تر عام
ہوتا مگر برخلاف اسکے محسوسات کا کشف زیادہ اتم ہوتا ہی پس اس سے بھی اوسکا جسمانی ہونا ثابت
ہی سترہوین[۱۷] اگر نفس ناطقہ مجرد ہوتا تو اول اوسکو علم مجردات کا حاصل ہوتا مگر برخلاف اس کے
اول اوسکو علم محسوسات کا حاصل ہوتا ہی اٹھارہوین[۱۸] یہ ظاہر ہی جب کسی عضو کو انسان کے بطرح
باندھدین کہ وہ سن ہوجائے تو اسمین شبہہ نہین کہ اوسکا ادراک خاص اسوجہ سے جاتا رہتا ہے کہ
بعض اجزاء جسمانی کی آمد و رفت کی راہ اوسمین مسدود ہوجاتی ہی اور اس سے بھی مدار ادراکات
یعنے نفس کا جسمانی ہونا ثابت ہوتا ہے انیسوین[۱۹] جب زیادہ خون بوجہ زخم کے یا کسیطرح جسم
انسان سے نکل جاتا ہی اور اوسکے ساتھ وہ اجزا بھی نکل جاتے ہین جنکا حامل خون ہی تو اکثر آدمی مر
جاتا ہی اور اوسکا ادراک جاتا رہتا ہی تو یہ بھی اسکا مثبت ہی کہ نفس یعنے مبدأ درک انسانکا جسمانی ہی
بیسوین[۲۰] بوقت موت انسان اکثر مشاہد ہوتا ہی کہ اعضا مین کشش پیدا ہوتی ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ کوئی چیز کھینچکر تمام بدن سے نکلتی ہی اور اوسکے بعد ادراک جاتا رہتا ہی اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ
منشاء ادراک جسمانی اور تمامی اعضا مین ساری ہی اکیسوین[۲۱] اکثر حکمانے اتفاق کیا ہی اور متاخرین نے
صراحت کی ہی کہ ادراک جزئیات جسمانی و محسوسات بھی سوائے مجرد کے جسمانی کیلئے ممکن نہین ہے
پس بموجب اس قول کے جملہ حیوانات کے لئے نفس مجرد تسلیم کرنا ضرور ہوگا اور ادراک ایسے نفوس
مجردہ کا محض جزئیات کے ادراک مین ممکن التسلیم نہین ہی تو پھر انسان اور دیگر حیوانات مین فرق بوجہ لطافت کے
باقی نرہیگا مگر بموجب قول جسمانیت نفس کے ہر انسان اور ہر حیوان کیلئے ایک نفس ہے مگر بوجہ لطافت جسمیت
کے اونمین فرق ہی اور روح انسانی الطف اور وسیع العلم ہی بائیسوین[۲۲] یہ جو قرآن مین ہی کہ نفخت فیہ
من روحی یعنے پھونکی مینے اوسمین یعنے بدن انسانمین اپنی روح پھونکدی اور یہ کہ واللہ یتوفی
الانفس کا بھی مضمون جو وارد ہی جسکے معنے یہ ہین کہ اللہ قبض کرنیوالا نفوس انسانیہ کا ہے
اور علاوہ ازین جو احادیث مثبت قبض روح اور اوسکے مقامات مناسبہ پر منتقل کرنیکے ہین
یہ بھی بظاہر موئید نفس ناطقہ کی جسمانی ہونیکے ہین اور جو دلائل نفس ناطقہ کے مجرد ہونیکے کتب
مین مذکور ہین وہ قوی نہین ہین مثلاً یہ دلیل جو اس کتاب مین مذکور ہی کہ اگر نفس بدن یا جزو بدن ہوتا

تو متصف علم کے ساتھ نہوگا اسوجہ سے لایق اعتراض ہی کہ یہ امر ممنوع ہو کہ کوئی جزو بدن متصف علم کے ساتھ نہین ہو سکتا ہی کیونکہ گو اجزاء کثیفہ بدن کے متصف بعلم نہون مگر وہ جزو لطیف بدن کا کہ جسکے حامل رطوبات اصلیہ بدن ہین اور وہ تمام اعضا مین ساری ہی اور جو در حقیقت منشاء علم و ادراکات انسانکا ہی اوسکا متصف بعلم نہونا کسیطرح ثابت اور مسلم نہین ہو سکتا ہی اور جو دلیل اس تقریر سے کیگئی ہی کہ بسیط کا علم نفس کو حاصل ہوتا ہی اور اسصورت مین بسیط ہونا نفس کا ضرور ہی جو محل ان علوم مجردہ و بسیطہ کا ہی ورنہ تقسیم اون علوم کی جو بسائط ہین بوجہ تقسیم ہونے اونکے محال کے لازم آئیگی اسوجہ سے ضعیف ہی کہ مدار اس دلیل کا اس قول پر ہی کہ علم بحصول صورت معلوم ہوتا ہی اور یہ مسلم نہین ہے اور علاوہ ازین مرکب کا محل بسیط ہونا بدون اسکے کہ تقسیم بسیط کے لازم آئے ممکن ہی کیونکہ نقطہ جسم مین حال ہی حالانکہ جسم مرکب ہی اور نقطہ بسیط ہی اور یہ جو کہا گیا ہی کہ سن شیخوخت اور ضعف اعضا مین علوم مین زیادہ ترقی ہوتی ہی یہ بھی ضعیف ہی اسواسطے کہ یہ ترقی بوجہ اجتماع اون علوم کے ہوتی ہی جو زمانہ دراز تک حاصل ہوئے ہین پس زیادہ تر محل اعتماد وہی قول جسمانیت نفس ہے جسکی زیادہ تر دلائل عقلی و نقلی موید ہین فتامل لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا ۱۲ منہ عفی عنہ

حواشی متعلق صفحہ ۲۵ کہ فرمایا حضرت نے کہ رجوع کرینگے حضرت رسول اللہ ؐ اور حضرت امیر المومنین ؑ اور باقی ائمہ علیہم السلام اور اسیطرح بہت سے روایات کتب مطولہ مین مذکور ہین مثل بحار وغیرہ کے پس جو اونکو دریافت کرنا چاہے اون کتب کیطرف رجوع کریے ۱۲ منہ عفی عنہ تمت تمام شد

تقریظ از افادات جناب سیدنا العلامہ ومولانا الفہامہ بحر العلوم والحکم ہادی البرایا والامم حجۃ الاسلام مجتہد الانام امام الفقہاء العظام تاج العلماء الاعلام السید السند والعلم المفرد جناب مولوی السید علی محمد صاحب ادام اللہ ظلال افاداتہ وایدہ بتائید اللہ وبرکاتہ

باسمہ سبحانہ وبحمدہ ما اعلی شانہ

عجالہ رائعہ وعلالہ نافعہ ومختصر شریف وموجز لطیف منہج الوصول الی علم الاصول کہ جو پیرا زیہ رسالہ مفیدہ ومقالہ سدیدہ فصول اصول کے اردو زبان مین عموم نفع کے لئے تحریر کی گئی ہی نظر قاصر خفیف سے گذری واقعی یہ رؤس عقائد اسلامیہ ودقائق کلامیہ ومباحث رشیقہ ونکات انیقہ پر حاوی ہی اور علم ہدی اور بدر دجی ہی ؎ وفی کل لفظ منہ روض من المنی ✤ وفی کل سطر منہ عقد من الدرر کیونکر نہو حالانکہ یہ تحریر دلپذیر سے فاضل نحریر وعالم خبیر وبدر منیر نزیہ النظیر شمس الوکلاء بدر الفضلاء والعلماء وحید زمن جناب مولوی السید محمد علی حسن صاحب دامت معالیہ وبورکت ایامہ ولیالیہ کے ہی حق سبحانہ تعالی اوس سے کافہ مومنین وجمیع شیعیان ال طہ ویسین کو نفعیاب فرمائے وھو الموفق والمعین وعلیہ نتوکل وبہ نستعین ۵

سید علی محمد

علی مع الحق والحق مع علی

حررہ بیمناہ الواثق علی بن محمد اوتی کتابہ بیمینہ فی الاخرۃ

باسمه تعالی شانه

قطعه دیگر تاریخ اختتام طبع از مصنف رساله دام ظله السامی

بفضل و لطف خداوند منعم علام — زختم طبع چون این نسخه یافت حسن تمام

گشود هر سر مویم بحمد و شکر زبان — که هست شکر کلید خزائن انعام

ادای شکر ولیکن چو بوده ناممکن — که این نوال نیرزد مگر بشکر دوام

ز طبع مصرع تاریخ او طلب کردم — که یادگار بماند بدهر نزد کرام

بگفت طبع بگو بلی سر حجاب ای شمس — زهی لآلی تحقیق حکمت اسلام +

سنه ۱۳۰۳ هجری

قطعه تاریخ طبع رساله نتیجه طبع وقاد فاضل جلیل مولوی السید محمد امیر حسن صاحب المعروف بمولوی السید محمد غلام جبار صاحب دام مجده السامی صاحب زاده جناب مصنف علامه مد ظله العالی

لله الحمد که از فضل عزیز وهاب — شد ازین مهر فزون فخر و جلال اسلام

مرد دین شمس که از پرتو او پر نور است — ساحت عزت و تمکین رجال اسلام

حکمت دین مبین از دل او میجوشد — سینه اش معدن هر علم و کمال اسلام

طبع والاش چو انداخته ظل نورش — بدر تابان شده این تازه هلال اسلام

آمد این نسخه پی اهل سداد و نصفت — حجت بالغه بر صدق مقال اسلام

هر که از ذوق حیات ابدی سرشار است — هان بیا شاد ازین جام زلال اسلام

بخل مردم بزر و سیم چو بینی هر سو — بنگر این بخشش گنج زر و مال اسلام

زیور طبع بر کرده چو این شاهد قدس
شد و بالا بجهان عز و کمال اسلام

چون دلم طالب تاریخ شد از طبع نکو
که بود شاهد این نوخط و خال اسلام

خضر توفیق بجان و دلم آن نکته دمید
که عیان گشته چو برهان کمال اسلام

گفت این نوس عرفان که نیابی مثلش
هست بی شبهه عجب تازه نهال اسلام

لیے سر حیله بخوان مصرع سال طبعش
که مکمل بشد مرأت جمال اسلام

قطعه تاریخ اختتام طبع رساله از مولفه جناب شمس العلما مولوی سید محمد علی حسن صاحب مد ظله العالی از تصنیف فاضل ذکی المولوی سید محمد احفاد الحسین صاحب البهیروی الواسطی دام مجده البتا

بیا بلطف بده ساقیا طهور بجام
که نو بهار در آمد بگلشن اسلام

بیا و ساغر کوثر کنون بده پیهم
که داده صحن چمن را نسیم تازه نظام

بوستان جهان از شمیم غنچه و گل
دماغ اهل معانی معطر است تمام

گل معانی رنگین شگفته چون ز نسیم
بهار تازه عیان شد بباغ علم کلام

ببین که شاهد مغنی رخ از نقاب کشود
ببین عروس چمن سر نموده طرفه خرام

سپهر اوج علی حسن که از فکرش
سخن بعرشه عرش برین گرفته مقام

رخش چو مهر درخشان اوج عز و حشم
نشان سجده چو اختر جبین چو ماه تمام

محیط فیض و کرم بحر علم و کنز حکم
دلیل رشد و تقا هادی خواص و عوام

مدام سرخوش راح معارف و تحقیق
مدام نغمه سرای محامد علام

به بین جهاد دعز الشّن بعرصهٔ تحقیق
بلطف فیض عمیمش مفیض اهل جهان
شود چو طبله عطار عرصهٔ امکان
مدام ظل همایون او بود ممدود
نمود جمع کتابی چو مهر تابنده
بیاض او همه پر نور همچو عارض حور
ز فیض طبع بهارین و ابر خامهٔ او
خزینه است ز تحقیق عمق اقوال
چنانچه مصحف حق بین هلال عید طرب
مشام خلق معطر شده بفضل خدا
بغوص فکر رسا این لآلی تحقیق
بگفت خضر بگو بهر سالش ای احفاد

به بین بدست وی این خامه تیز تر ز حسام
بدست جود و عطا دستگیر هر انام
بیاد خلقش اگر سر کند نسیم خرام
بحق خیر انام و بحق آل کرام
بصفحه صفحه منور مثال ماه تمام
سواد او همه مشکین چو زلف عنبر فام
گل نجات شگفته ز هر نهال کلام
سر بفخر نهند ش اگر بفرق انام
بقلب و جان معاند برنده همچو حسام
ازین چمن که شگفته در و اصول کلام
بسلک ضبط کشید به بهترین نظام
زهی صحیفه که تالیف شد ز علم کلام
سنه ۱۳۰۳ هجری

تمت بالخیر

فہرست اغلاط رسالہ جسکے بموجب ہر شخص کو چاہئے کہ تصحیح رسالہ کر لیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٩	١٣	کیجاوین	کیجائین
١٠	١٧	والد	والد
١٣	١٢	اعتباری	اعتباری
١٣	١٦	ہے	سے
٢٢	١٥	اثام	اثام
٢٤	١٣	فقرہ	فقرے
٣٣	١٣	اہل	اس
٣٣	٥	ستمر	مستقر
ایضاً	٩	تھو	تو
ایضاً	١٤	طرف سی کسی	طرف کسی
ایضاً	ایضاً	قارق	خارق
٣٩	١٠	ونہون	اونہون
٤٠	٣	تکمیلات	تکمیلات
٤١	٢	لئے	لئے
ایضاً	١٠	کیونکہ گروہ	کیونکہ اگر وہ
٤٢	٨	تکملہ	تکملہ
٤٣	١٣	امار	امام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٤٤	٣	محمد ابن علی	محمد ابن علی
ایضاً	١٦	اوپر حق	اوپر خلق
٤٥	٧	استجع	الشجع
٤٦	١٣	حیلہ	جبکہ
ایضاً	ایضاً	تو	تو
٤٩	٥	الروح	الروح
ایضاً	١٦	جنت و نار	جنت و نار
٥٠	٢	سوال منکر	سوال منکر
ایضاً	٤	خبر دوی	خبر دی
ایضاً	٦	آلگا	آئیگا
ایضاً	١٢	کیلئے	کے لئے
ایضاً	١٦	سجل	سجل
٥٢	٢	آفر	آخر
ایضاً	ایضاً	یعض	بعض
٥٣	١	اموات کاہی	اموات کا
ایضاً	٣	مدور	مذکور
ایضاً	٦	تکھجاجا	کیجائے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضاً	۹	زندہ	زندہ
۵۴	۳	دیتا	دنیا
ایضاً	۵	بالیقین	بالتعیین
ایضاً	۶	نساقط	نہ ساقط
ایضاً	۱۲	معنزلہ	معتزلہ
ایضاً	۱۵	جواباًت	جوآیات
ایضاً	۱۷	خاضل	فاضل
۵۵	۷	اور دبہی	اور وہ بہی
ایضاً	۱۶	اوررصورت	اوردوصورت
۵۶	۱	آخر	آخر
ایضاً	۴	متروک ہے	متروک ہے
ایضاً	۵	اااک	ایک
۵۷	۱	ستے	ہے
۵۸	۹	نصیب ہونگی	سے کامیاب ہونگی
ایضاً	۱۳	حسن و معاشرت	حسن معاشرت
۵۹	۳	کڑوڑون	کروڑون
ایضاً	۹	اوسکے تفصیل	اونکی تفصیل
ایضاً	۱۱	لفظون	لطفون
ایضاً	۱۳	جتنک	جتنک

تمت بالخیر

فہرست اغلاط حواشی رسالہ جسکی تصحیح ہر شخص کو کرنا چاہئیے

صفحہ	شمار حاشیہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۳	۱۶	شریف	تعریف
۸	۷	۳	اوسکے	کسی ذات کے
۱۰	۱	۲	حکمائی	حکماکے
۱۱	۱	۵	سے	نہ
=	=	۱۰	ہے	ہین
۲۰	۲	۲۳	وہ	پھر
۲۲	۱	۴	بہ جو	جو
۲۵	۱	۱۳	ذات	ذات
۳۳	۱	۱۱	بوتوجہ	جوبوجہ
=	=	۱۳	بندہ کے	بندگی کی
۳۶	۲	۱۶	تقیبے دلیل	تبصرے دلیل
۳۷	۱	۱۶	اوسکو	اوسکو
=	=	۱۸	ہے	ہی کہ
=	=	۳۵	الحاکمین	الحاکمین کے
۳۹	۱	تمام حاشیہ	×	لکھنا چاہیے بند سے جا بجا
=	=	۱۰	ہوتا تہا	ہوتا تہا
=	=	۳۸	کوڑمی	کوڑی
۴۱	۱	۱۲	حکمت	حکمت ہے ۱۲ منہ
=	۱/۱	۱	دوسکے	دوسرے
=	=	۶	دو	دور

صفحہ	شمار حاشیہ	سطر	غلط	صحیح
=	=	۷	کیا	کہا
=	=	۱۳	ضرورت	ضرور
=	=	۱۵	مماطت	جماعت
۳۳	۱	۳	ایسا ہوا	ایسا ہوا ہے
=	=	۳۷	قرآنی	قرآنی
=	=	۴۴	معافی	تمامی
=	=	۴۵	بین	بین
۴۳	۱	۶	بعرض	بغرض
۵۳	۱	۵	مخمس	مخمس
=	=	۶	یا بقشا	یا بیتنا
=	=	۱۳	چھوٹا سے	چھوٹا سے
=	=	۱۳	تشانیوں	نشانیوں
=	=	۱۷	چھوٹلا یا	چھوٹلا یا
=	=	۱۹	نمار	نماز
=	=	۲۵	کہا	کا
=	=	۳۵	تحقیق	بتحقیق
=	=	۳۶	تجہیز پر	تجہیز
=	=	۳۷	جان لے	جاسنے
=	=	۳۸	سر پنیوالا	پھیر نیوالا
=	=	۴۱	یہ	آپ
۶۱	۳	۱۸	عصاحف	مصاحف
۶۲	۱	۴	غیب مخلوق	غیب مخلوق
=	=	=	لتعدد وجیہ	لتعدد وجیہ
=	۳	۷	صفحہ ۳۵	صفحہ ۳۶
=	۳	۱۳	دیکم	دیکم
=	=	۳	الوحمۃ	الرحمۃ
=	=	۱۷	فیح کر	فتح
=	=	۱۸	وخلت	قد خلت
=	=	۲۰	اہل سنت	اہل سنت
=	۳	۲۴	ثبوت	نبوت
=	=	۲۶	کردیئے	کردی
=	=	۲۸	گنہیان	گونہیان
۶۶	۱	۱۱	توڑی	توڑی
۶۷	=	۸	پڑھ لئے	پڑھنے
=	=	۱۳	ہوا گئے	ہو گئے
۶۸	=	۹	ایک	آگ
۷۰	=	۲۰	پوچھتا	پوچھنا
۷۱	=	۵	پوچھتا	پوچھنا
۷۲	=	۲۰	جیسا	جیسے
۷۳	=	۲۲	پوریئے	پوریئے

صفحہ	شمار حاشیہ	سطر	غلط	صحیح
۷۴	=	۶	کہوارہ	گہوارہ
=	=	۱۸	آہجانب	کیجانب
۷۵	=	۹	ثابت	ثابت ہے
۷۶	=	۱۲	اوعقول	اورعقول
۷۷	=	۲	مام	تام
=	=	۵	اسطرح	اسطرح
=	=	۹	آدمی	آدمی مر
=	=	۱۷	جسمیت	جسمیت
۷۸	=	۶	اوسکے محال	اونکی محال

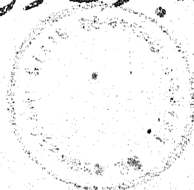
تمت بالخیر والعافیہ

واضح ہو کہ جہان تک قلت فرصت مین تصحیح ممکن ہوئی کی گئی اور احباب سے التماس ہے کہ جہان سوا اسکے غلطی ملاحظہ کرین از راہ عنایت تصحیح فرما کے شکر گذار فرمائیے

فقط

تمام شد بتاریخ ۱۹ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۳ ہجری مطابق ۲۵ ماہ جنوری سنہ ۱۸۸۶ع بمقام لکھنؤ بہ محلہ فراشخانہ وزیر گنج بحسن اہتمام مالک مطبع سید عابد علی در مطبع اثنا عشری حلیۂ طبع پوشید

اطلاع



تتمہ فہرست اغلاط متن جسکے بموجب تصحیح کرلینا چاہیے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۳	۳	دہی	وہ ہی
〃	۱۴	عیاد	عباد
۳۴	۱	شر	شر ہے
〃	۶	اوسکے	اسکے
〃	〃	ہوتی ہی	ہوتی ہے
〃	۱۶	صیلان	میلان
۳۵	۹	اسیطرح	اسطرح
۳۶	۲	کرتاعباد	کرتاعباد
۳۷	۸	نامہ	تامہ
۳۸	۱۰	قضیہ	قصہ
〃	〃	ادم ع	آدم ع کا
۳۹	۱۳	تمدی	تحدی
〃	۱۷	اوبر ترکیب کمالات	اوپر ترکیب کلمات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰	۲	عجیہ	عجیبہ
〃	۸	حقیقہ	حقیقیہ
۴۱	۴	العدہو	العدہون
〃	۹	داجب	تو واجب
〃	۱۳	سبب	بسبب
۴۲	۲	لہ العریف	لہ التعریف
〃	۳	ملیتہ	ایلیتہ
〃	۱۵	انثاعشر	اثناعشر
〃	۱۶	اثناعشری	اثناعشر
۴۵	۱۵	دم	ذم
۸۰	۱۰	مجدّہ	مجدہ
۸۱	۶	رسالہ از	رسالہ

تمت

تتمہ فہرست اغلاط حواشی جنکے بموجب تصحیح کرنا ضرور ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲	۳	بعد	اور
۳۷	۳۹	عل اللہ	قل للہ
۳۸	۳	علت بعض	علت بعثت
۳۹	۴۰	وہ جورہ اور سے	وہ خورہ اور پیسے
〃	۴۹	فاج	فالج
۴۱	۲۱	.	منہ عفی عنہ
۴۲	۱۲	دا ختیار	باختیار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۳	۱۹	اولاہین	اولی ہین
〃	۳۰	حضرت سر	حضرت رسول اللہ
〃	۳۵	بمن زلۃ	بمنزلۃ
〃	۴۷	استے	اس سے
۴۴	۳۴	حضرت تنے	حضرت نے
۴۸	۱۳	شریک سونا	شریک ہونا
〃	〃	ایسے	ایسے جزر